Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

عبدالقدیر نیاز

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ماہ [illegible] ۱۹۴۳ء

ماہ [illegible] ۱۳[illegible]ھ ش

جلد ۴۲ عدد ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے۔ بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۱۳ | ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۴۳ء | عدد ۳

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
ظہور اسلام کے متعلق مخالفوں کے نئے نظریے۔	صہ ۲	تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۲ء از جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔ اے۔ گورنمنٹ کالج لاہور۔
سرسید کے تفہیمات اور ان کے ہمنوا	صہ ۲۲	از جناب محمود احمد صاحب حیدرآباد دکن۔
یہودیت	صہ ۲۷	از جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہورِ اسلام کے متعلق مخالفوں کے نئے نظریئے!

{تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء از پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔ اے
گورنمنٹ کالج لاہور۔}

(۱)

موجودہ زمانے میں مذہب پر جو سب سے خطرناک حملہ ہوا ہے، اور جس سے تعلیمیافتہ طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے، وہ ان علوم کی طرف سے ہوا ہے جو ہر چیز کی ابتداء معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سائنس کا عام حملہ تو مذہب پر پہلے سے ہو رہا تھا، لیکن اِن نئے علوم نے اِس حملہ کی شدت کو تیز کر دیا ہے۔ اور اُن لوگوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں، جو سمجھتے ہیں، کہ سائنس کے مقابلے میں مذہب ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ نئے علوم نفسیات اور اجتماعیات کے نام سے مشہور ہیں۔ عِلمِ نفسیات ہر مذہبی پیشوا کی شخصی زندگی کے حالات پر نظر ڈالتا ہے۔ اور اُنہیں طبعی اسباب کے ماتحت سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور عِلمِ اجتماعیات ہر مذہبی تحریک کو اس کے ماحول کے اجتماعی حالات کے ماتحت لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دونو کی یہ کوشش ہے، کہ کسی طرح مذہب کو طبعی حالات کے ماتحت بیان کر کے اُسکے مغز اور اس کی حقیقت اور اس کی اصل غرض کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ مذہب کی حقیقت ہمارے نزدیک تو یہی ہے، کہ مذہب ابتدائے نسلِ انسانی سے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اور اسے ترقی کی منازل طے کروانے کے لئے خدا نے انسان کو سِکھا دیا تھا۔ اور بعد میں جیسے جیسے انسانی ضروریات ترقی کرتی چلی گئیں، خدا بھی اس ہدایت کو زیادہ سے زیادہ کامل کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر جو تعلیم اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی، وہ ہر طرح سے کامل اور تمام انسانوں کی ضروریات کو ہمیشہ کے لئے پورا کرنیوالی تھی۔ مختصر یہ کہ مذہب انسان کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا نے خود سکھایا ہے۔ اور انسان کو پیدا کرنے سے جو غرض خدا کی تھی، اُسے پُورا کرنے کے لئے سکھایا ہے۔ اور ساری مذہبی تاریخ گویا خدا کے اس لگاؤ کا اظہار ہے، جو اُسے اپنے بندوں سے ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے، کہ مذہبی تحریکیں اور مذہبی پیشوا سب کے سب بعض طبعی حالات کا نتیجہ تھے، تو وہ مذہب پر ایک ایسا حملہ کرتا ہے، کہ جس سے مذہب کا امتیاز بالکل مِٹ جاتا ہے۔ اور مذہب بھی طبعی علوم کی ایک شاخ بنکر رہ جاتا ہے۔

ہم طبعی علوم کے مخالف نہیں۔ بلکہ انسان کے طبعی حالات معلوم کرنے کے لئے انہیں ضروری اور مفید سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ان علوم پر ضروری روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہ سمجھنا کہ قوموں کے حالات ہمیشہ طبعی اسباب کے ماتحت رہتے ہیں، اور کبھی بھی خدا تعالےٰ اُن میں خاص تبدیلیاں اپنے خاص بندوں کے ذریعہ پیدا نہیں کرتا جو اُن کی اصلاح کا موجب بھی ہوں اور اسکی ہستی کا نشان بھی ہوں ایک نادانی کا خیال ہے۔ ہر تغیر کو طبعی حالات کا نتیجہ کہنے والے ان علوم کے شیدا غرور سے یہ کہتے ہیں، کہ سائنس کا پہلا حملہ جو مذہب پر ہوا تھا کمزور تھا۔ اس کا ماحصل صرف یہ تھا، کہ مذہب کا یہ اصول کہ خدا ہے اور وہ اپنے بندوں کی ہدایت کی فکر رکھتا ہے غلط ہے۔ اور سائنس کا یہ اصول کہ خدا نہیں ہے اور بندوں کو اپنی اصلاح کی فکر خود کرنی چاہیئے صحیح ہے۔ لیکن اب نیا حملہ جو سائنس ان نئے علوم یعنی علمِ نفسیات اور علمِ اجتماعیات کے ذریعہ کر رہی ہے، زیادہ خطرناک اور زیادہ سخت ہے کیونکہ اب سائنس صرف یہی نہیں کہتی، کہ مذہب کا عقیدہ غلط ہے، بلکہ یہ بتانے کی بھی مدّعی ہے، کہ مذہب کا یہ غلط عقیدہ پیدا کیونکر ہوا، اور پھر اس عقیدے کی دنیا میں بار بار اشاعت کیونکر ہوتی رہی۔ چنانچہ اب صورت یہ ہے، کہ عام طور پر نئے علوم سے شوق رکھنے والے ان باتوں سے متأثر ہیں۔ اور مذہب کے دلائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان خیالات اور ان وسوسوں سے بہت بُری طرح دب رہے ہیں اور سمجھنے لگے ہیں، کہ اب واقعی مذہب کے آخری دن آگئے ہیں۔ لیکن ایسے ہی وقتوں میں خدا کی طرف سے تازہ نشان اُترا کرتے ہیں۔ چنانچہ محض خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے لوگ ان باتوں سے نہیں دبتے۔ وجہ اس کی یہ ہے، کہ ہماری جماعت نے خدا کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ نشانوں کا مشاہدہ کیا، اور مذہب اور مذہب کے مغز اور مذہب کے دلائل کو از سرِ نو سیکھ لیا ہے۔ ہم خوب سمجھتے ہیں، کہ پہلے بھی جب کبھی کوئی تحریک الٰہی منشاء کے ماتحت دُنیا میں آئی، اور کسی مذہبی پیشوا نے خدا سے الہام پاکر لوگوں کو کسی خیال اور کسی تعلیم پر جمع کرنا شروع کیا تو وہ ایسے ہی ہُوا ہوگا جیسے ہمارے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے، اور انہوں نے خدا سے الہام پاکر ایک نئے ایمان اور ایک نئی جماعت کی بُنیاد رکھدی۔ لیکن باقی لوگ چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اور جو خدا کی تازہ گواہی اور اسکے تازہ نشانوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے مذہب پر گذشتہ روایات کی بناء پر قائم ہیں ایسے لوگ اِن وسوسوں سے بُری طرح متاثر ہیں۔ اور اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں۔

اِن علوم کے اثر اور رعب کے ازالے کا اصل طریق تو یہ ہے۔ کہ مذہب کے دلائل کو سمجھا اور سیکھا جائے۔ چنانچہ قرآن شریف کا اسلوب بھی یہی ہے۔ قرآن شریف میں بھی دہریّت کا ردّ یا کم سے کم اس طرح کا ردّ، کہ دہریے یہ دلائل دیتے ہیں اور اُن کا جواب یہ ہے۔ اس رنگ میں دہریّت کا ردّ نہیں، لیکن اس سے بڑھکر قرآن شریف میں یہ بات ہے کہ سارے کا سارا قرآن اِن دلائل سے بھرا پڑا ہے۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور جس پر یہ نازل ہُوا ہے، وہ خدا کا رسولؐ ہے۔ اگر خالی دہریّت کا ردّ کیا جاتا، تو یہ سوال پھر بھی باقی رہ جاتا، کہ آیا یہ قرآن خدا کا کلام ہے یا نہیں۔ اور یہ رسولؐ اس کا رسولؐ ہے یا نہیں۔ اِس لئے قرآن شریف نے ایسا طرز اختیار کیا جس سے دونو باتیں بیک وقت حل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ان عِلمی وسوسوں کا بھی صحیح علاج یہی ہے، کہ بجائے ان وسوسوں پر زیادہ بحث کرنے کے ہم مذہب کے اپنے دلائل کو اچھی طرح سمجھیں۔ جب یہ دلائل ہم سمجھ لینگے تو پھر ان وسوسوں کا ازالہ خود بخود ہو جائے گا۔ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ پس ہمیں اسلام کے دعوے اور اِس دعوے کے دلائل سے واقفیت ہونی چاہیئے۔ پھر کوئی وسوسے ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ اور اصل باعث اس امر کا کہ لوگ ان وسوسوں سے بُری طرح متاثر ہوتے ہیں، یہی ہے، کہ وہ مذہب کے دلائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ یا ان کے پاس دلائل ہوتے ہی نہیں۔ دلائل سے مُراد یہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مثلاً ہمارا دعوٰے ہے، کہ اسلام سچا ہے۔ پس اگر ہمارا یہ دعوٰے سچا ہے۔ تو ہمیں بتانا چاہیئے، کہ اسلام جب دُنیا میں آیا تھا، تو اُس وقت اُس کی صداقت کے کیا دلائل تھے۔ پھر آج جبکہ اسلام کے نہ ماننے والے اور ماننے والے دونو اِس کے متعلق کئی قسم کے اعتراضات اور شکوک کا اظہار کر رہے ہیں تو آج اسلام کے کیا دلائل ہیں؟ پھر کیا اسلام کے ظہور سے پہلے بھی لوگوں کو کچھ علم دیا گیا تھا۔ کہ ایسی شان کا نبیؐ اور اس کے ذریعہ ایسی شان کا دین آنیوالا ہے؟

اب امر واقعہ یہ ہے، کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کو یہ تینوں قسم کے دلایل دیئے ہیں۔ جیساکہ فرمایا۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً (سورہ ہود ع ۲)[۱] یعنی اوّل تو اس رسولؐ کے پاس اپنے رب کے دیئے ہوئے بہت نشانات ہیں جو اسی کے اپنے زمانے میں اس کی مطہر زندگی اور اسکے دوسرے کارناموں اور اسکی بیشمار علمی، اخلاقی اور روحانی تاثیروں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ دوسرے جب آئندہ زمانے میں اس کی صداقت کے متعلق دوست و دشمن شکوک کا اظہار کرنے لگینگے تو ایک زبردست آسمانی گواہ اُس کی تائید میں کھڑا کیا جائیگا۔ چنانچہ عین وقت پر وہ آسمانی گواہ بھی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شکل میں آیا۔ تیسرے موسٰےؑ کے زمانے سے لوگ اس رسول کی انتظار میں رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اس کی بشارت دیدی گئی تھی۔ بلکہ تاریخ میں لکھا ہے، کہ یہودیوں کو ایسا یقین ان پیشگوئیوں پر تھا، اور وہ بیان کردہ علامتوں کو ایسی اچھی طرح سمجھتے تھے، کہ کئی یہودیوں نے مدینہ میں جاکر اسی امید میں اپنے مکان بنوائے تھے۔ اور وہاں رہایش اختیار کرلی تھی۔

گویا تینوں زمانوں کے لئے دلایل اس رسولؐ کو دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کے دلایل ہوتے ہوئے پھر کسی علمی یا نیم علمی وسوسے کی مجال نہیں کہ ہمارے سامنے ٹھہر سکے۔ لیکن پھر بھی اِس بات کی ضرورت رہ جاتی ہے، کہ اسلام کی آمد اور اسلام کی اشاعت کی جو طبعی توجیہات کی جاتی ہیں، اُن کا رد کیا جائے۔ کیونکہ عموماً لوگ ان وسوسوں

[۱] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ و ۱۶۷۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ایسا پھنسے ہوتے ہیں، کہ وہ کہتے ہیں، ہماری بات کو پہلے حل کرو۔ پس اگر ان لوگوں کی اصلاح کرنی ہے جو ان علمی یا نیم علمی وساوس سے متأثر ہو رہے ہیں۔ تو پھر ہمیں اپنا بیان انہی وساوس سے شروع کرنا ہوگا۔ بہرحال دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔ اور تازہ نشانوں کا سلسلہ بھی ان کے ساتھ نہیں رہا۔ اور جو نشان آتے رہے ان کا وہ انکار کرتے رہے۔ اس لئے اب مدت سے وہ بغیر نشانوں اور بغیر یقین کے ہوتے ہوئے اور بغیر تاریخی شواہد اپنے پاس رکھتے ہوئے ان وسوسوں کا مدلّل جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن چونکہ اسلام کیساتھ ہمیشہ تازہ نشان موجود رہے ہیں اور اس زمانے میں ایک بارش ایسے نشانوں کی ہوئی ہے اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ بھی محفوظ اور مع اپنی بیشمار تفاصیل کے محفوظ ہے۔ اسلئے جہاں دشمن کے لئے آسانی ہے، کہ وہ کئی قسم کے اعتراض اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کر سکتا ہے، وہاں خود اسلام کے لئے یہ آسانی ہے، کہ وہ ہر وسوسے کا جواب اور مدلّل جواب اپنی محفوظ تاریخ سے دے سکتا ہے۔ چنانچہ جب ان علمی توجیہات کا امتحان ہم اسلام کی ابتدائی تاریخ کی روشنی میں کرتے ہیں، تو وہی توجیہات جن سے دوسرے اہلِ مذاہب لرزاں نظر آتے ہیں اسلام کے مقابلے میں ان کے لئے عاجزی اور ناکامی کے اقرار کے سوا کوئی چارہ ہی نظر نہیں آتا۔

(۲)

چونکہ اختصار لازم ہے، اس لئے میں نفسیاتی توجیہات کو چھوڑتا ہوں، کہ وہ ایک مستقل بیان چاہتی ہیں۔ اور ان کے بیان کرنے کے پہلے بھی موقعے ملتے رہے ہیں۔ ہاں یہ عرض کرتا ہوں، کہ اجتماعی توجیہات[سہ] بالعموم تین قسم کی ہیں اور لطف یہ ہے، کہ ان توجیہات کی تائید میں دہریہ اور دوسرے اہل مذہب جنکو اسلام سے تعصب ہے ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں۔ اور یہ متعصب دشمن جن میں عیسائی مصنفین اور عیسائی نقاد پیش پیش ہیں۔ یہ بھول رہے ہیں، کہ سائنس کا یہ حملہ تو سب

[سہ] رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۱۶ ۱۹۲۶ء مضمون "دی کویسٹ آف دی ہسٹاریکل محمدؐ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل مذہب پر یکساں ہے لیکن انکو مذہب کے مفاد مدنظر نہیں۔ صرف اسلام کی دشمنی مدنظر ہے۔ بہرحال اجتماعی توجیہات تین قسم کی ہیں۔ ایک اقتصادی، دوسرے جغرافیائی اور تیسرے خالص اجتماعی۔ اسلام کے مقابلے میں یہ تینوں قسم کی توجیہات استعمال ہوئی ہیں۔

ہر توجیہہ کی کئی مثالیں ہیں۔ اور یہ اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مذہب کی ابتدا معلوم کرنیکا جو دعوےٰ بعض علوم کو ہے، اس کی بُنیاد کسی ٹھوس علم پر نہیں، بلکہ محض قیاسات اور ایک قسم کی دشمنی پر ہے۔ جب عدالت میں ایک ہی فریق کے حق میں پیش ہونے والے گواہ آپس میں بعض اہم تفاصیل میں سخت اختلاف رکھتے ہوں، تو ایسے گواہ ثقاہت اور اعتبار کے معیار سے گر جاتے ہیں۔ اور جس فریق کے حق میں وہ پیش ہوتے ہیں، اُسکے کیس کو خراب کر دیتے ہیں۔ لیکن ہم اِس اختلاف کو ان توجیہات کے ردّ میں پیش نہیں کرتے، بلکہ خدا کے فضل سے ہر توجیہہ کو الگ الگ دلائل سے ردّ کر سکتے ہیں۔ ہاں اقتصادی توجیہہ کی آگے دو قسمیں ہیں، جو ایک دوسری سے ایسی متضاد ہیں، کہ ان طبعی توجیہات کا آپس کا اختلاف بھی ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ اقتصادی توجیہات مذہب اسلام کی ابتدا، اس کی تعلیم، اس کی شریعت اور اس کی بعد کی تاریخ کو اقتصادی رنگ میں بیان کرتی ہیں۔ ایک توجیہہ کے لحاظ سے اسلام کو غربا کی تحریک کہنا چاہئے۔ جو اپنے زمانے کے ظالم امراء کے مقابلے کے لئے پیدا ہوئی۔ اور جو غرباء کی نجات کا باعث ہوئی۔ اور اسی وجہ سے کامیاب بھی ہوئی۔ دوسری توجیہہ کے لحاظ سے اسلام کو عرب امراء کی تحریک کہنا چاہئے، جو اپنی تجارت اور حکومت کو اتنا وسیع کرنا چاہتے تھے جتنا کہ ان کی امنگیں وسیع تھیں۔ یہ دونوں توجیہات اقتصادی ہیں اور دونو ملحدانہ۔ ان میں سے ایک بھی مذہب کے مغز کو نہیں سمجھتی۔ لیکن دونو ایک دوسری کے متضاد اور گویا ایک دوسری کو ردّ کرنیوالی ہیں۔ ہم اس تضاد سے کوئی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے۔ اس لئے دونو پر بحث کرتے ہیں۔

وہ توجیہہ جو اسلام کو غرباء کی تحریک بتاتی ہے، اس میں اسلام کے لئے ایک طرح کی ہمدردی پائی جاتی ہے۔ اِس توجیہہ کا مُوجد ہالینڈ کا ایک مستشرق پروفیسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گریمے ہے۔ اور اس کی نقل ہیں اور بھی کئی لوگوں نے اسے پیش کیا ہے لیکن مینے دیکھا ہے، کہ عیسائی نقاد اس توجیہہ کا ذکر کرتے ہوئے بھی اپنے تعصب کو چھپا نہیں سکتے۔ اور اسلام اور پروفیسر گریمے دونو کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس میں اسلام کو غرباء کا حامی بتایا گیا ہے۔ ہم بھی اسے حقیقت پر پورے طور پر حاوی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اسلام کو اگر خالی اقتصادی نظر سے ہی دیکھا جائے، پھر بھی وہ محض غرباء کی تحریک ثابت نہیں ہوتا، بلکہ شروع سے غرباء امراء دونو اسمیں شامل نظر آتے ہیں۔ اور امراء کے لئے یعنی متقی امراء کے لئے اس میں ایسا ہی اعزاز اور احترام کا مقام نظر آتا ہے، جیساکہ توجہ اور ترحم کا مقام غرباء کے لئے۔ بہرحال گریمے [۵۳] کا بیان ہے۔ کہ:۔

"وہ حالات جو تاریخ میں عموماً اشتراکی تحریکوں کے پھیلانے کا موجب ہوا کرتے ہیں۔ بعینہٖ وہ حالات محمد (صلعم) کے زمانے میں عرب میں پیدا ہو چکے تھے۔ یعنی امراء ایک طرف تھے۔ جن کے پاس سب مال، دولت اور حکومت تھی۔ اور غرباء دوسری طرف تھے۔ جو سود خور اور ظالم امراء کے دباؤ کے نیچے اپنا عرصۂ حیات پورا کر رہے تھے۔ ایسے زمانے میں قرآن آیا اور اس نے مال جمع کرنے، تجارت میں دہوکہ اور بد دیانتی سے کام لینے کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور ساتھ ہی مسکینوں اور یتیموں کی خبرگیری کی زبردست تلقین کی...... ایسے حالات میں قرآن اور محمد (صلعم) کی تعلیم اور تحریک کامیاب نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا؟"

گریمے کا یہ خیال درست ہے، کہ اسلام نے غریبوں کی حمایت کی اور مؤثر حمایت کے اہم فریضہ کو اسلام جیسا کامل مذہب کیسے فراموش کرسکتا تھا؟ لیکن اگر گریمے کا یہ خیال ہے، کہ اسلام غرباء کی تائید میں ایک زبردست تحریک تھی، اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھا، تو یہ خیال اس کا محض غلط خیال ہے۔ اگر کوئی تحریک خالصتاً غرباء کی تائید میں ہو، تو اس کے لئے لازم ہے، کہ وہ امراء کے متعلق نفرت کا جذبہ پھیلائے۔ اور اپنے آپ کو ایک اقتصادی طبقہ سے محدود کرلے۔ اور جماعتی ذہنیت اور جماعتی احساس

---

[۵۳] بحوالہ مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۱۶ ۱۹۲۶ء۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بر اس کی بُنیاد ہو۔ لیکن اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے غرباء کو وقار اور خود اعتمادی کی تعلیم دی ہے۔ اور امراء کو سادگی اور قربانی کی تلقین کی ہے۔ اور سینکڑوں طریقوں کے امراء اور غرباء کو ایک دوسرے کے قریب کیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسلام نے حکومت کے ساتھ فرد کی **ملکیت** کے حق کو تسلیم کر کے امراء کے وجود کو مانا، اور انہیں باقی سوسائٹی کے لئے مفید اور ضروری قرار دیا ہے۔ بیشک اسلام نے ایسے قانون بنائے ہیں جن سے امراء کے اموال اپنی جائز حدود کے اندر رہ سکیں۔ لیکن یہ قانون قرآن شریف کے مدنی دور میں جاکر بیان ہوئے۔ حالانکہ اسلامی تحریک اور اسلامی سوسائٹی کی تشکیل مکہ میں ہو چکی تھی۔ اور اس میں غرباء اور امراء دونو قسم کے لوگ شامل، ایک دوسرے سے محبت رکھتے اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے۔

(۳)

پروفیسر گوریمے کے بیان کے بالکل برعکس وہ بیان ہے، جو اشتراکی خیال کے لوگ بالعموم سارے مذاہب کا پیش کیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک غریبی امیری کا امتیاز ایک مستقل امتیاز اور ہمیشہ سے باعثِ نزاع رہا ہے۔ مذہبی تحریکیں کچھ اشک شوئی غرباء کی کرتی رہی ہیں۔ لیکن اس اشک شوئی کی اصل غرض بھی امراء کے استقلال اور غلبے کو قائم کرنا تھا۔ چنانچہ اشتراکی اثر کے ماتحت بعض مسلمان کہلانیوالے علماء نے عربی میں ایسی کتابیں[۴۵] لکھی ہیں، جن میں مسلمان پڑھنے والوں کو اس خیال کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کہ امیری غریبی کے مسئلہ کو اسلام نے نعوذ باللہ حل نہیں کیا، اور اس مسئلے کے حل کا زمانہ وہ زمانہ ہے جو اب آیا ہے۔ اور اس زمانے میں اس کا حل اشتراکی تحریک کے پاس ہے نہ کہ اسلام کے پاس۔ اسی خیال کے لوگ اسلام کو امراء کی تحریک بتاتے ہیں اور اسکی غریب پروری کو ایک پردہ، جس سے اصل غرض امراء کی حفاظت تھی۔

قطع نظر اس بات کے کہ اسلام نے غریبی امیری کے سوال کا حل کیا ہے یا نہیں اور اگر کیا ہے، تو کیا۔ میں سرِدست یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ ابتدائی اسلامی سوسائٹی کی

---

[۴۵] تاریخ الحرکات الفکریہ فی الاسلام۔ بحوالہ ماہنامہ "کتاب" لاہور ستمبر ۴۲ء۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی جامعیت، اُس کا ہر طبقے پر مشتمل ہونا اِس بات کا قطعی ثبوت ہے، کہ اسلام کسی خاص طبقے کی تحریک نہ تھی، بلکہ صحیح معنوں میں انسانی تحریک تھی۔ جس میں انسانی سوسائٹی کے سب طبقوں کے لئے امن اور راحت، نیز اُن سب طبقوں کی اُخروی نجات کے سامان تھے۔ شروع میں ہی سب قسم کے لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ مل گئے تھے اور آپؐ کی چھوٹی سی مگر روز بروز بڑھنے والی جماعت میں **ابوبکرؓ** اور **عثمانؓ** جیسے معزز اور متقی قریشی امراء، **بلالؓ** اور **زیدؓ** جیسے غلام اور **عبداللہ بن مسعودؓ** اور **عقبہ بن ابی معیطؓ** جیسے سخت نادار اور غریب لوگ تھے۔

اسی جامعیت کی شہادت[۵] اس کافر سردار نے دی تھی۔ جس نے صُلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو طنز کے طور پر یہ کہا تھا، کہ تم نے بن بن کی لکڑیاں جمع کرلی ہیں، یہ تمہارے کسی کام نہ آئیں گی۔ اس طنز کا مطلب یہی تھا کہ ساری قوم سے لڑائی مول لینی تھی تو کسی ایک طبقے کو ساتھ بلا لیتے۔ یہ کیا کیا کہ تھوڑے تھوڑے آدمی ہر طبقے کے لے لئے۔ اس طرح تم کامیابی کی امید ہرگز نہیں رکھ سکتے۔

ابتدائی اسلامی سوسائٹی کی یہ جامعیت بتاتی ہے، کہ اسلامی تحریک کسی خاص طبقے کی تحریک نہ تھی۔ نہ غرباء کی، نہ امراء، نہ کسی اور طبقے کی، بلکہ ایک ایسی جامع تحریک تھی، جس کی بُنیاد انسانیت کے وسیع ترین مفاد پر تھی۔ ایسے مختلف طبقات کے افراد کا ایک جماعت میں جمع ہوجانا بتاتا ہے، کہ ان کو جمع کرنیوالی ایک ہی چیز تھی۔ اور وہ خدا اور دین کی محبت تھی۔ اگر کوئی اور غرض ہوتی، تو واقعی ابتدائی اسلامی جماعت کی شکل ایک طبقے کی طرف زیادہ مائل ہوتی۔

اِس وقت ایک اشتراکی بیان[۶] میرے سامنے ہے اس میں لکھا ہے کہ:۔

"اسلامی تحریک کے قائد اور اس میں نمایاں حصہ لینے والے عرب کے تاجر تھے، یہ تاجر ترقی کی امنگوں سے بھرے ہوئے تھے، اور بحیرہ قلزم میں رُومی لوگوں کے تجارتی جہازوں سے انکا مقابلہ رہتا تھا۔ اس تاجر طبقے نے ایک تجارتی

---

۵ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۹۲ و ۴۳۴۔
۶ مسٹر ولفرڈ سمتھ کی ایک براڈ کاسٹ تقریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلطنت کی بُنیاد رکھی ۔ اور اِس سلطنت نے رومی اور ایرانی مظالم سے اُن کی ماتحت رعایا کو آزاد کرا دیا ۔ اور اُن کی بجائے خود زیادہ کامیابی اور زیادہ ہوشیاری سے اُن پر حکومت کرنے لگے۔"

قیاس کہاں سے کہاں پہنچتا ہے ۔ ایک غلط قیاس کو ثابت کرنے کے لئے کئی اور غلط قیاس اِس بیان میں پیش کئے گئے ہیں ۔ اِن میں سے ایک قیاس بحیرہ قلزم میں عربی اور رومی تجارتی جہازوں کے مقابلے کے متعلق ہے ۔ کِسی تاریخ سے اس کا ثبوت نہیں مِلتا ۔ کہیں کوئی بے بُنیاد اشارہ ہو تو ہو ۔ عربوں کی ساری تجارت خشکی کے راستوں پر ہوتی تھی ، کوئی جہاز عربوں کے پاس نہ تھا ۔ معمولی سی چھوٹی کِشتیاں ہوتی تھیں ، اور وہ بھی غالباً غیروں کے قبضے میں ۔ جنکے ذریعہ وہ کبھی بحیرہ قلزم پار کرکے عرب کے ساحل سے حبش کے ساحل پر جا پہنچتے تھے ۔ پھر جب عرب میں کوئی خاص پیداوار ہی نہ تھی ، تو جہازوں کی تعمیر کے لئے جو اعلیٰ قِسم کی لکڑی کی ضرورت ہے وہ کہاں سے آتی تھی ؟

تاریخی واقعہ[ک] ہے ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابھی جوان تھے ۔ کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا گیا ۔ لیکن ساری قوم کے پاس اپنے مرکزی معبد کی چھت کے لئے لکڑی موجود نہ تھی ۔ اتفاق سے کوئی غیر جہاز ٹوٹ کر ساحل پر آلگا ۔ اور اس کی لکڑی کو قومی چندہ سے بمشکل خرید اگیا ۔ اور اِس لکڑی سے کعبہ کی چھت ڈالی گئی ۔ جو پھر بھی کم رہی ۔ یہاں تک کہ تاریخ میں آتا ہے ۔ کہ لکڑی کی کمی کی وجہ سے کعبہ کی عمارت کو چھوٹا کر دیا گیا ۔ جس قوم کے سامانوں کا یہ حال ہو ، وہ روم جیسی عظیم الشان سلطنت سے تجارتی یا اور کسی قِسم کے مقابلے کا خیال ہی اپنے دل میں کیسے لاسکتی تھی ؟ پھر یہ بھی سوال ہے ، کہ اگر انکے پاس جہاز بنانے کے سب سامان موجود بھی تھے ، تو وہ جہاز بناتے کہاں تھے ۔ اور انکو بحیرہ قلزم میں یا کِسی اور سمندر میں لے کیسے جاتے تھے ؟ قلزم کے دونو طرف رومی دبدبہ تھا ، اور دراصل بڑے سے بڑا عرب تاجر بھی ایک ایجنٹ کی حیثیت رکھتا تھا جو اپنے رومی آقا کی تجارت سے ایک ادنیٰ حصہ پاتا تھا ۔

[ک] سیرۃ خاتم النبیین حصہ اوّل ۔ مصنفہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جو کوئی بھی دیانتداری سے اس سوال پر غور کریگا، کہ اسلام کی کامیابی کا راز کیا تھا؟ اُس کو معلوم ہوگا، کہ اسلام کی کامیابی کا ہر مرحلہ ایک اعجازی رنگ رکھتا تھا۔ اور ایک مرحلے کے بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا، کہ اگلا مرحلہ کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ جس سے اسلام کی کامیابی پر گویا مُہر ثبت ہوگئی۔ وہ خود ایسے اعجازی حالات کے ماتحت ہوئی، کہ کوئی شخص نہ تھا، نہ دوستوں میں نہ دشمنوں میں جو ایک روز پہلے بھی یہ بتا سکتا کہ مکہ فتح ہونیوالا ہے [۵] اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ فتح مکہ کے باوجود دشمن مسلمانوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ کیونکہ جب ایران پر پہلا حملہ مسلمانوں نے کیا ہے۔ تو ایرانی جرنیل نے اُن سے لڑنا اپنی ہتک خیال کیا تھا۔ اور بیس بیس روپیہ فی کس مسلمانوں کو دے کر رخصت کرنا چاہا تھا۔ ایسے لوگوں کو رومیوں سے مقابلے کا خیال اور ان کو فتح کرنیکا خیال کیسے آسکتا تھا؟

اصل بات یہ ہے، کہ جو لوگ ایسی قسم کے قیاسات دوڑاتے ہیں، وہ بعض ضِمنی علامتوں کو زیادہ اہم بنا لیتے ہیں یا اپنا خیال ثابت کرنے کے لئے اُن علامتوں کو آڑ بنا لیتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں غلاموں کو آزاد کیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے خود اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء نے باوجود بادشاہ ہونے کے غریبوں کی سی زندگی بسر کی۔ ہاں بعد میں چند ہوشیار لوگ اپنے سابقہ رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض عہدوں پر پہنچ گئے۔ اس سے اسلامی تحریک تجارتی اور سیاسی تحریک نہیں بن سکتی۔ ان لوگوں کو کسی تحریک کی اصل علامتوں اور اس کی ضِمنی علامتوں میں امتیاز کرنیکی اہلیت نہیں۔ مَیں نے ایسے ہی ایک شخص کے سامنے یہ بات رکھی، کہ ہمارے زمانے میں یورپین لوگوں نے دُنیا بھر میں اپنے پَیر پھیلائے ہیں۔ کوئی شخص ان کے پھیلاؤ کو تجارتی یا سیاسی اغراض کے علاوہ کسی اور غرض کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ حالانکہ ایسی علامتیں بھی موجود ہیں جن سے یہ پایا جاتا ہے، کہ گویا یہ پھیلاؤ مذہبی اغراض کے ماتحت اور کسی مذہب کی اشاعت کے لئے ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں یورپین قومیں، یورپین فاتح یا یورپین تاجر جا کر آباد ہوئے ہیں، وہاں یورپین پادری بھی جا پہنچے ہیں۔ بعض بڑے بڑے سیاسی

[۵] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۵۳ و ۶۷۰۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عہدیدار پادری یا پادریوں کے بیٹے رہے ہیں۔ اور انہوں نے عیسائیت کی مذہبی تبلیغ کو فروغ دینے کے لئے اور دوسرے مذاہب کے مقابلے کے لئے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ سر ولیم میور جو مشہور سوانح عمری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مصنف ہے۔ یو۔پی کا گورنر تھا۔ مدراس میں ایک عیسائی مشنری کالج کا پرنسپل لارڈ مسٹن کا بھائی تھا۔ پنجاب کے گورنر سر ایڈورڈ میکلیگن پادری خاندان سے تھے۔ اور بھی کئی ایسی مثالیں ہیں کئی عہدیدار پادریوں کے قریبی رشتہ دار نہیں تو پادریوں کے گہرے دوست ہو گذرے ہیں۔ باوجود اسکے کوئی نہیں جو یہ کہے کہ یورپین تحریک کوئی مذہبی تحریک ہے۔ کیونکہ ان کے تمام کاموں میں بڑی غرض تجارت اور سیاست ہوتی ہے۔ اسی طرح ابتدائے اسلام کی ترقی ایک دینی ترقی تھی۔ اس تحریک کے اہم نتائج بھی دینی تھے۔ بیشک اسلام کو اللہ تعالےٰ نے حکومت اور سیاست بھی دی۔ اور بہت جلدی دی۔ لیکن اس حکومت اور سیاست سے اسلام کی روحانی اغراض اور اسلام کا روحانی مغز اور اس کے روحانی نتائج کسی نظر سے اوجھل نہیں ہو سکتے۔ اور اس کا ثبوت اسلام کی وہ روحانی فتوحات ہیں جو اسلام کی سیاست اور حکومت کے ختم ہونے کے باوجود اب تک قائم ہیں۔ اسلام چین میں پھیلا اور وہاں کوئی اسلامی سلطنت نہ تھی۔ افریقہ کے شمالی حصے کو چھوڑ کر باقی علاقوں میں پھیلا اور وہاں ابھی کوئی سلطنت نہ تھی۔ مشرق بعید کے بے شمار جزائر میں پھیلا اور وہاں بھی اسلامی سلطنت قائم نہیں ہوئی۔ وہاں عرب تاجر بے شک گئے، وہ تجارتیں آخر مٹ گئیں، لیکن مسلمان نہ مٹے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ اسلام کوئی تجارتی یا سیاسی تحریک نہ تھی، بلکہ ایک روحانی تحریک تھی جس کے روحانی اثرات آجتک قائم رہے۔[۹]

اصل جواب ہر ایسے خیال کا جو ابتدائے اسلام کو تاجروں یا امراء کی تحریک بتاتا ہے۔ یہ ہے، کہ اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس میں امیری غریبی کے فرق کو اور ہر قسم کی عدم مساوات کو کچل دیا گیا ہے۔ اگر یہ تحریک امراء کی تحریک تھی، تو اس میں امراء کو جو نفع اور جو فائدہ غرباء کے مقابلے میں حاصل ہوتا اور ہو سکتا تھا اس کی حفاظت کیوں نہیں کی گئی؟ اور اسکے بجائے

[۹] کتاب پریچنگ آف اسلام مصنفہ سر تھامس آرنلڈ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراء پر قسم قسم کی پابندیاں کیوں لگا دی گئی ہیں؟

ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۴ء میں اپنی کتاب **احمدیت یعنی حقیقی اسلام** میں سب سے پہلی مرتبہ اسلام کی یہ امتیازی تعلیم پیش کی، کہ اس میں زکوٰۃ سے، سود کی ممانعت سے اور وراثت کے قانون سے دولت کی وسیع تقسیم۔ سرمائے کو مناسب حدود کے اندر رکھنے۔ امراء کو ظلم سے روکنے اور محنت سے روپیہ کمانے پر مجبور کرنے کے سامان کئے گئے ہیں۔ اس وقت سے اشتراکی خیال کے لوگ جن کا یہ دعوٰے ہے کہ غریبی کا حل کسی مذہب کے پاس نہیں۔ نہ اسلام کے پاس، نہ کسی اور مذہب کے پاس۔ اور عیسائی نقاد جو یہ کہتے ہیں، کہ شریعت لعنت ہے، بلکہ جو مذہب کسی قسم کی پابندی افراد پر لگاتا ہے، وہ سچی روحانیت میں روک بنتا ہے۔ وہی عیسائی اس نئے دَور میں یہ محسوس کرتے ہوئے کہ پابندیوں کے بغیر ظلم کی روک تھام نہیں ہوسکتی، اسلامی تعلیم کی جامعیت پر انگشت بدنداں ہیں۔ اور اسکے مقابلے کے لئے نئے حیلوں[۱] کی تلاش میں ہیں۔ اور اب وہ یہ کہتے ہیں، کہ سود کی ممانعت اور زکوٰۃ کا حکم ابتدائی عیسائیوں میں بھی رائج تھا۔ لیکن اس قسم کے قانون موجودہ صنعتی دَور میں نہیں چل سکتے۔ بیشک اس صنعتی دَور کی کچھ زائد ضروریات ہیں۔ اور ان زائد ضروریات کو بھی اسلام میں پورا کیا گیا ہے۔ لیکن کوئی یہ کہکر کہ سود کی ممانعت ابتدائی عیسائیوں میں رائج تھی اسلام کی تعلیم کی عظمت کو کم نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ابتدائی عیسائیوں میں سود کی ممانعت جو کچھ بھی تھی، وہ تورات کے اس حکم کے ماتحت تھی۔ کہ تو اپنے بھائی سے یعنی کسی اسرائیلی سے سود نہ لے۔ لیکن اسلامی تعلیم کی بُنیاد انسانیت پر ہے۔ اور اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے، کہ اسلام شروع سے ایک عالمگیر انسانی نظام تھا۔ کیونکہ جس اقتصاد کا اثر اخلاق پر پڑنے والا تھا، اس میں اسلام نے مسلمان اور غیر مسلمان کے امتیاز کو نہیں مانا۔ اور جہاں تک موجودہ صنعتی دَور کی مخصوص ضروریات کا تعلق ہے، ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کی تحریک کو دُنیا کے آئندہ نظام کا حصہ قرار دیکر موجودہ زمانے کی تاریخ میں ایک زبردست باب کا آغاز کردیا ہے[۲]۔

اسلام پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے، کہ اس میں زمانے کی ضروریات کے مطابق لچک اور

[۱] کتاب "ماڈرن اسلام اِن انڈیا" مصنفہ ولفرڈ سمتھ۔ [۲] تقریر "نظامِ نو"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھیلاؤ نہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں، کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلامی تعلیم کے ماتحت اقتصادی میدان میں دُنیا کی نئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مومنوں کے لئے نئی اقتصادی ذمہ واریوں کا باب کھولا گیا ہے۔ اور اب جو اقتصادی ذمہ واریاں مومنوں کے لئے کچھ طوعی اور کچھ کڑی مرتب ہو چکی ہیں۔ وہ ایک ایسا خوبصورت اور ایک ایسا کامل اقتصادی نظام پیش کرتی ہیں، کہ دُنیا کا اور کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اصل بات یہ ہے، کہ دُنیا کے باقی نظام سب اپنی بُنیاد جبر پر رکھتے ہیں۔ مگر اسلامی نظام ایک حد تک جبر کرتا ہے۔ لیکن اس سے آگے جبر کے بغیر فرد کی روح کو اُبھار کر اسکی بشاشت کو قائم رکھتے ہوئے اس سے سوسائٹی کی خاطر قربانی کرواتا ہے۔ ایسی طوعی قربانی اپنے اقتصادی، اخلاقی اور روحانی نتائج کے لحاظ سے ہزار درجے اس جبری قربانی سے بہتر ہے جو اشتراکی لوگ افراد سے کروانا چاہتے ہیں۔ غرض اسلامی تعلیم شروع سے لیکر اب تک عدم مساوات کو کچلنے والی رہی ہے اور جماعت احمدیہ نے جو نئی اقتصادی ذمہ واریاں مومنوں کے لئے تجویز کی ہیں، اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ اسلامی تعلیم میں وہ لچک اور پھیلاؤ بھی موجود ہے، جس کے نہ ہونے کی وجہ سے مذہبی تعلیموں کو عموماً قابلِ اعتراض سمجھا جاتا ہے۔ **ایسی تعلیم جس کا اثر ابتداء سے لے کر اب تک عدم مساوات کے لئے مہلک ثابت ہوا ہو کیسے ایک ذی اثر اقتصادی طبقے کی تحریک کہلا سکتی ہے؟** پس یہ کہنا غلط ہے، کہ اسلام امراء کی تحریک تھی۔

(۴)

لیکن اسلام کے مخالفوں کے کچھ اور قیاس بھی ہیں۔ جن کو اس زمانے میں بہت شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اور جن سے ان مخالفوں کا مقصد یہ ہے، کہ اگر ایک قیاس کچا سا ثابت ہو تو دوسرا تیار رکھا جائے۔ اور اگر وہ بھی کچا ثابت ہو تو تیسرا۔ سنجیدگی سے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا جاتا۔ اس غرض سے نہیں، کہ اگر اس میں کوئی بات ہمارے فائدے کی ہوگی تو ہم اس سے لے لیں گے۔ بلکہ اس غرض سے کہ جس طرح بھی ہو اسلام کو طبعی حالات کا ایک نتیجہ ثابت کیا جائے۔ ان دوسرے قیاسات میں سب سے زیادہ پیش پیش مشہور اطالوی مصنف پرنس کیتانی کا قیاس ہے۔ جسے ایک عرصہ تک اسلام کے دہریہ مخالف اور اسلام کے مذہبی مخالف بہت ہی اہمیت دیتے رہے ہیں۔ اور ان میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بعض تو یہاں تک کہتے رہے ہیں، کہ تاریخِ دُنیا میں آجتک سب سے بڑا انکشاف جو ہوا ہے۔ پرنس کیتانی کا وہ قیاس ہے جو اس نے ظہور اسلام کے متعلق پیش کیا ہے یہ قیاس جغرافیائی حالات کے ماتحت اسلام کی آمد اور اس کی بعد کی اشاعت کو بیان کرتا ہے۔ کیتانی[۱] کے نزدیک :-

"عرب پر خشکی کے کئی دَور پہلے آچکے ہیں۔ ایک زمانہ تھا، کہ عرب سرسبز ملک تھا۔ لیکن ہر خشکی کے دَور کے بعد عرب باہر نکلنے اور دوسرے زرخیز ملکوں پر قبضہ کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ظہور اسلام بھی دراصل ایک ایسا ہی دَور تھا۔ اور محمد (صلعم) نعوذ باللہ کوئی خدا کے رسول نہ تھے، بلکہ عرب قوم کے لیڈر تھے، جو موقعہ کو تاڑ کر اپنی لیاقت کیوجہ سے آگے نکل آئے تھے۔"

یہ مخصوص یورپین قیاس ہے۔ اور اس پر بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ

فکرِ ہر کس بقدر ہمتِ اوست

یورپین قومیں زمین کی بھوک سے لاچار، ہر قوم کو اپنے جیسا سمجھ رہی ہیں۔ اور چونکہ ان کی اپنی ذہنیت مُلکی اور نسلی حدود سے بالا نہیں ہوتی، اس لئے کسی اور قوم کو بھی وہ اِس قابل نہیں سمجھ سکتیں، کہ وہ کسی ایسے خیال کو لے کر اُٹھے جس سے ملکی اور نسلی حدود کا قلع قمع ہو۔ اور جس کا مرکزی نقطہ کسی ایک نسل کی بہبودی نہ ہو، بلکہ ساری نسلِ انسانی کی بہتری اور بہبودی ہو۔ اس یورپین ذہنیت کے مطابق اسلام بھی ایک عرب تحریک تھی۔ اسلام کو عرب تحریک بتانے والے کئی یورپین مصنف ہیں۔ بلکہ یورپین مصنفین میں یہ بات بطور فیشن کے مانی اور بیان کی جاتی ہے۔ کہ اسلام عربوں کی قومی تحریک تھی۔ بدقسمتی سے اِسی فیشن کی اتباع کئی ناواقف مسلمان بھی کرتے ہیں۔ اور اسلام کا اصل امتیاز بھول کر کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے خدا کی کامل ترین تعلیم تھی، اور آنحضرت صلعم اِس تعلیم کے حامل اور اس کے سکھانے والے تھے۔ اسلام کا یہ امتیاز بھول کر وہ بھی متعصب یورپین مصنفین کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ یورپین مصنفین اسلامی تحریک کو عرب تحریک اسلامی تہذیب اور تمدن کو عرب تہذیب اور تمدن؛

[۱] کتاب (اطالوی) "تاریخ اسلام" مصنفہ پرنس کیتانی بحوالہ مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۱۶ ۱۹۲۶ء۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی کلچر کو عرب کلچر، اسلامی تاریخ کو عرب تاریخ بتاتے ہیں[۱۳]۔ حالانکہ اسلام میں صرف عرب ہی شامل نہ ہوئے تھے۔ بلکہ اور کئی قومیں اس میں شامل ہوئیں۔ اسلام میں یونانی شامل ہوئے، اس میں شامی شامل ہوئے، اس میں ایرانی شامل ہوئے، اس میں مصری شامل ہوئے، اس میں بربر شامل ہوئے۔ ان مختلف قوموں نے اسلام کو قبول کیا۔ انہوں نے اسلام کی محبت کیخاطر عربی زبان بھی سیکھی۔ لیکن نہ عرب خانہ بدوشوں، نہ عرب شہریوں کی کوئی عادتیں اخذ کیں۔ بعد میں افریقہ کی کئی قومیں اسلام میں شامل ہوئیں۔ پھر ترک بھی اسلام میں شامل ہوئے۔ یورپ کے جنوب اور وسط میں بسنے والی قومیں اسلام میں داخل ہوئیں۔ سپین کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ ہندوستان، چین اور مشرق بعید کی قومیں اسلام میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے حسب توفیق عربی زبان کو بھی اپنایا، لیکن مخصوص عرب عادات کو اخذ نہ کیا۔ ان دور افتادہ اور بالکل مختلف قوموں میں کیا اشتراک تھا؟ صرف یہی کہ وہ ایک مذہب اور اس مذہب کے سکھلائے ہوئے تمدن کے پابند تھے۔ پس اسلام کوئی عربوں کی نسلی یا ملکی تحریک نہ تھی۔ باقی یہ افسانہ[۱۴] جو کیتانی نے گھڑا ہے، کہ عرب اپنے ملک کی خشکی سے اور بھوک سے تنگ آکر اس زمانے میں نکل پڑے تھے۔ ممکن ہے، کہ ایسے دور پہلے بھی عرب پر آئے ہوں۔ اور ظہور اسلام کے وقت میں بھی ایسا کوئی دور آیا ہو۔ اگر یہ درست ہے، تو ماننا پڑتا ہے، کہ بھوک اور خشکی کے پہلے دوروں میں عربوں نے کسی مذہب اور کسی تہذیب کی بنیاد نہیں رکھی، لیکن ظہور اسلام کے وقت ایک عالمگیر مذہب اور عالمگیر کلچر کی بنیاد رکھی۔ یہ کیوں ہوا؟ اگر یہ فرق محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کیوجہ سے نہ تھا، تو اور کس وجہ سے تھا؟ کیا بھوک سے عربوں کا باہر نکلنا، اور ایک عرب سلطنت کی بنیاد رکھ دینا کافی نہ تھا؟ ساتھ ہی اتنے بڑے اور دوست دشمن کے نزدیک مسلم طور پر عظیم الشان مذہب کی بنیاد کیوں رکھدی؟ کیا دنیا کی تاریخ میں اور بھی کوئی ایسی مثال ہے، کہ بھوک اور خشکی سے مرتی ہوئی قوم نے کسی عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی ہو؟ پھر اگر اسلام کی ابتدائی جنگیں اسی بھوک کے

۱۳؎ آکسفورڈ یونیورسٹی کا تازہ پمفلٹ عربوں کے متعلق۔ مصنفہ پروفیسر گیب۔

۱۴؎ پروفیسر میوزسل نے اپنی کتاب "ناردرن نجد" میں کیتانی کا مفصل رد لکھا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محرک کے ماتحت تھیں تو کوئی اشارہ صاف یا ضمنی طور پر اس بات کی طرف اُن جنگوں کی تاریخ میں ہونا چاہیئے۔ لیکن ایسا کوئی اشارہ تاریخ میں موجود نہیں۔ پھر دُنیا میں اور بھی خشک ملک ہیں، اور جگہ بھی بھُوک اور پیاس ہے۔ کیا وہاں کے باشندے بھی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور آس پاس کے ملکوں کو فتح کر لیتے اور انہیں ایک نئے مذہب اور ایک نئے تمدن کا ہدیہ بھی دیتے ہیں؟

تجربہ تو یہ بتاتا ہے، کہ مذہب اور تمدن تو کجا ایسے ملکوں کے باشندے ایسے مریل اور مایوس اور پست اور کمزور ہو جاتے ہیں، کہ وہ جھٹ کسی کی غلامی میں آجاتے اور اسی ذلت میں اپنی خیر سمجھتے ہیں۔ پھر اس وقت عرب میں ایک اچھی خاصی تعداد حبشیوں کی بھی پائی جاتی تھی۔ اور سوال یہ ہے، کہ جب عرب میں اس وقت بھُوک اور فاقوں کے سوا اور کچھ تھا ہی نہیں، تو یہ غیر ملک کے لوگ عرب میں کیا لینے گئے تھے؟

لیکن اصل اور بڑا سوال یہ ہے، کہ اسلام محض ایک موومنٹ نہ تھی، جو ترقی کرتی گئی، بلکہ ایک مدعیٔ نبوت کا ظہور تھا، جس کی بعثت سے پہلے پُرانی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں اور جس نے خود ایسی پیشگوئیاں کیں، جو اسلام کی ترقی کے ساتھ ساتھ پوری ہوتی گئیں۔ کیا جغرافیائی اور نسلی اور مُلکی تحریکوں میں پیشگوئیوں کے سلسلے بھی ہؤا کرتے ہیں؟ پھر کیا یہ یاد نہیں، کہ مُلکی اور نسلی تحریکوں میں ساری قوم اور اُن کے سارے قائد بلکہ نسلی اور ملکی جذبات کو اُبھارا کرتے ہیں۔ ایسی اپیلوں کے بغیر کوئی نسلی یا مُلکی تحریک معمولی ترقی بھی نہیں کر سکتی۔ کجا یہ کہ وہ ایک عالمگیر سلطنت کی مالک بن جائے۔ اور دُنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنی غلامی میں لے لے۔ لیکن جب اسلام کا پیغام عرب قوم کو سُنایا گیا، تو اس کا پہلا اثر کیا ہؤا؟ یہی کہ ایک زبردست افتراق اور فساد پڑ گیا۔ ایک ایک کنبہ اور ایک ایک قبیلہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ مومن اور کافر کا امتیاز قائم ہو گیا۔ اور ایک زبردست خانہ جنگی کی بُنیاد پڑ گئی۔ اور کیا یہی وہ وقت نہ تھا جبکہ قریش کے لیڈروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعے[15] ایک وفد کی صورت میں درخواست کی تھی، کہ قومی اتحاد کی خاطر وہ اپنی تعلیم کو ذرا نرم کر دیں، اور

---

[15] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۴۴۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ عرب کے آبائی عقائد کا بھی لحاظ کریں۔ اور کیا اس ادنیٰ سی رعایت کے بدلے میں انہوں نے عرب کی سرداری کا وعدہ نہ کیا تھا؟ اگر محمد الرسول اللہ صلعم محض عرب قوم کے لیڈر تھے، اور انکو بھوک اور پیاس سے نجات دلوا کر عربوں کو ہمسایہ زرخیز ملکوں کے مالک بنانا چاہتے تھے، تو انہوں نے عرب اتحاد پر کیوں اُٹھتے ہی تبر رکھدیا۔ اور اگر وہ کچھ اپنی باتیں منوانا ہی چاہتے تھے، تو قریش لیڈروں کی یہ پیشکش کیوں قبول نہ کی؟ کیا عرب نفوذ اور عرب ترقی کے لئے عرب اتحاد ہر چیز پر مقدم نہ تھا؟ آج جرمنی کے قومی اتحاد کی خاطر جرمن لیڈر عیسائیت کو چھوڑ کر جرمنی کا کوئی قدیم ملکی مذہب[۱۱] دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک عجیب عرب لیڈر تھے جنہوں نے اچھا خاصا عرب مذہب چھوڑ کر ایک ایسے نئے مذہب کی بُنیاد ڈالی جس سے ملک میں تفرقہ ہی تفرقہ پڑ گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں، کہ ابتدائی مسلمانوں کا آپس میں والہانہ اتحاد تھا، لیکن اس اتحاد کی بُنیاد کسی نسلی یا ملکی جذبے پر نہ تھی، بلکہ ایک اعتقاد اور ایک تعلیم پر تھی۔ اس میں عرب اور غیر عرب کے امتیاز کو مٹا دیا گیا تھا۔ دُنیا کی تاریخ میں کوئی اور مثال کسی لیڈر کی ایسی نہیں، سوائے اس کے کہ وہ کسی سچے مدعی نبوت کی ہو، کہ اس کے آنے سے اس کی قوم میں اندرونی اور بیرونی جنگ چھڑ گئی ہو۔ اور جس نے اپنی قومی جمعیت کو اپنی تائید میں نہیں بلکہ اپنے مخالف اُکسایا ہو۔ اور جس نے اپنی قوم کے قومی جذبے کو بڑھانے کے بجائے کچل ڈالا ہو۔ اور وہ پھر کامیاب ہو گیا ہو۔ جب عرب اسلامی جنگوں میں شامل ہوتے، تو ان میں سے ایک بھی یہ نہ سمجھتا، کہ وہ عرب کے لئے جنگ کر رہا ہے۔ وہ یہی سمجھتا کہ وہ اسلام کے لئے، یعنی ایک خیال کے لئے، ایک تعلیم کے لئے، ایک عالمگیر انسانی نظام کے لئے مدافعانہ جنگ کر رہا ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھئے، کہ قرآن شریف کی ایک آیت بھی تو ایسی نہیں، جس میں عربوں کو مخاطب کیا گیا ہو۔ بار بار انسانوں، مومنوں، کافروں، منافقوں یا پہلی قوموں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سو یہ جغرافیائی قیاس جو کیتانی نے پیش کیا ہے، یہ بھی ایسا ہی بے بُنیاد ہے، جیسا کہ اشتراکیوں کا اقتصادی قیاس اب۔

(۵)

صرف ایک ہی قیاس کا ذکر کرنا رہ گیا ہے، اور وہ خالص اجتماعی کیفیات سے تعلق رکھنے والا

---

[۱۱] تقریر نظام نو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیاس ہے، اور وہ یہ ہے، کہ تاریخ بڑے آدمیوں کی بنتی ہے۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑے آدمی تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک بڑی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ یہاں پھر سوال ہے، کہ کیا بڑے آدمیوں کے آگے اور پیچھے پیشگوئیاں بھی ہوا کرتی ہیں؟ اور کیا وہ اپنے مخصوص دعاوی کو دُنیا سے منوا بھی لیا کرتے ہیں؟ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی یہ نہیں کہ آپؐ کا ساتھ دینے والوں نے ایک سلطنت بنالی بلکہ آپؐ کی کامیابی یہ ہے، کہ دُنیا آپؐ پر ہنسی کرتی رہی، آپؐ کا مقابلہ کرتی رہی، آپؐ کو حقیر جانتی رہی لیکن آپؐ نے پہلے سے اپنی کامیابی، یعنی اپنی تعلیم، اپنے مقاصد کی کامیابی کی پیشگوئی کررکھی تھی۔ اور پھر دُنیا نے آپؐ کی اسی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے مخصوص دعاوی کو مانا اور آپؐ کی اطاعت اختیار کی۔

پھر دُنیا کے کس قانون کے مطابق یہ ضروری ہے، کہ اگر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکر اپنے زمانے میں کامیاب ہو جائیں، تو بعد میں ایک عرصہ تک کامیاب لیڈروں اور جانشینوں کا سلسلہ بھی جاری رہے، یہاں تک کہ مدتوں پہلے کی ہوئی پیشگوئیاں پوری ہوجائیں۔ انہی تحریکوں میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی بھی چین کا وقت نہیں آتا۔ کبھی بیرونی فتنہ سر نکالتا ہے تو کبھی اندرونی۔ ہر وقت بیم و رجا کی سی حالت رہتی ہے۔ اور دشمن آخیر تک یہی سمجھے بیٹھے ہوتے ہیں، کہ تحریک کامیاب نہ ہوگی لیکن ابتلاؤں کا ایک لمبا سلسلہ آخر کامیابی میں مترتب ہوتا ہے۔ اور دشمنوں کی ساری امیدیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ پھر کیا ایسے بڑے آدمی بھی دُنیا میں کبھی ہوتے ہیں۔ جو کامیابی تو ساری اپنی لیاقت، اپنی قوت اور صحت فیصلہ کی وجہ سے یا اپنے سامانوں یا ماننے والوں کی قربانی کیوجہ سے حاصل کرتے ہوں۔ لیکن منسوب کسی اور طرف کرتے ہوں۔ موجودہ جنگ میں ہی دیکھ لو، جدھر بھی کامیابی ہوتی ہے، اس کو سامانوں کی طرف، لیڈروں کی لیاقت کی طرف، کسی اہم فیصلہ کی صحت اور اس کے بروقت صادر ہو جانے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجیب بڑے آدمی ہیں۔ کہ اپنے اندر بڑائی کی ساری علامتیں پاکر بھی اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھتے، اپنے تمام کام خدا کے فضل کے ساتھ وابستہ سمجھتے ہیں۔ اور باوجود کامیابی

کا تقریر "اسلام میں اختلافات کا آغاز"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر کامیابی حاصل کرنے کے ایسا ہی سمجھتے رہتے ہیں - یہ امر نفسیاتی طور پر محال ہے کہ ایک شخص کو کامیابیاں تو اپنی وجہ سے ہوتی ہوں، لیکن وہ منسوب کسی اور کی طرف کرتا رہے۔ اور پھر جب وہ پے درپے کامیاب ہو رہے تھے، اگر سامان دشمن کے مقابلے میں حقیر اور نہایت حقیر ہوتے تھے، لیکن متواتر کامیابیوں سے انکو اپنی طاقتوں پر پورا اعتماد حاصل ہونا چاہئے تھا، پھر بھی وہ اپنے آپ کو خدا کا ہتھیار ہی سمجھتے رہے اور اس سے سے زیادہ کبھی کچھ نہ سمجھا؟ؔ[۱] پھر انکو کیا ضرورت تھی، کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرتے۔ جبکہ وہ ایسی طاقتیں رکھتے تھے جو خود ہی اپنی قوم کو اوج ترقی پر لیجا سکتے تھے۔ کیا انہوں نے رسالت کا دعوےٰ کر کے ایک خواہ مخواہ کی ذمہ واری اور ایک خواہ مخواہ کا بوجھ اپنے سر نہ لے لیا تھا؟ اور اپنے آپ کو اور اپنی ساری تحریک کو خطرے میں نہ ڈالا تھا؟ کیونکہ اس میں کیا شک ہے، کہ اگر وہ بغیر رسالت کا دعوےٰ کئے اپنی قوم کی قیادت شروع کر کے ناکام ہو جاتے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاتا، کہ وہ ایک ناکام لیڈر تھے۔ لیکن رسالت کا دعوےٰ کر کے اگر وہ ناکام ہوجاتے تو پھر وہ ناکام لیڈر ہی ثابت نہ ہوتے بلکہ ساتھ ہی نعوذ باللہ جھوٹے بھی ثابت ہوجاتے۔ ایک ہوشیار اور ذکی انسان نے جیسا کہ عموماً محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اُن کو سمجھتے ہیں، اِس زائد خطرے میں اپنے آپ کو کیوں ڈالا؟ کیا اِن بھونڈے قیاسات سے صاف ثابت نہیں ہوتا، کہ دشمن کے سب قیاسات جھوٹے ہیں اور محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اور اسلام کی ساری تاریخ نہ صرف آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کی صداقت کا ثبوت ہے، بلکہ خود اُس تعلیم اور اُس تعلیم کے بھیجنے والے یعنی خدا تعالےٰ کی خدائی کا بھی ثبوت ہے؟

---

[۱] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۲۹ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسیّد کے تفہیمات اور اُنکے ہمنوا

(کل اور آج)

(از جناب محمود احمدؐ صاحب حیدرآباد دکن)

یہ ایک مسلّمہ اصول ہے، کہ جب کسی قوم کی زندگی ختم ہوجاتی ہے، اور وہ زندہ بحالتِ مُردہ ہوتی ہے، تب دُنیا کی قوموں کو ترقی کرتے دیکھتی اور اپنے آپ کُڑھتی ہے۔ اب اگر اس قوم میں زندہ ہونے کی صلاحیّت باقی ہو، تو وہ پھر ایک بار اُس آدمی کی طرح جو سوتا ہے، دن نکلنے پر جاگ اُٹھتی ہے، اور سرما کی خُفتہ کلی کی مانند موسم کے ہٹتے ہی شگفتہ ہوجاتی ہے اسنتاقی حالت کو چھوڑکر نمو جاری کرلیتی، اپنی کمزوریوں کو چھوڑتے ہوئے دوبارہ آئین اور اصول پر گامزن ہوکر زندگی کا ایک اور سانس لیتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زندگی کے سارے منازل طے کرچکی ہو تو اپنے وجود سے سطح زمین کو پاک کرتی اور حرفِ غلط کی طرح مِٹ جاتی ہے۔

گری ہوئی قوموں کے لئے ترقی کے دو۲ ہی اصول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے قدیم قانون اور قومی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ یا دوسرے یہ کہ ان کو ناقص تصوّر کرتے ہوئے "خیرباد" کہہ کر ہمعصر ترقی یافتہ اقوام کی رِیس کریں اور اپنے طریقِ ماسبق کو چھوڑکر ان کا راستہ اختیار کریں اور اپنی خوف کی حالت کو امن سے تبدیل کرلیں۔

اِنہی اصولوں پر اقوام و مِلل کاربند ہوتی ہیں۔ اور ترقی کے زینے طے کرتے ہوئے بامِ اوج پر پہنچ جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے، کہ پسماندہ اقوام جب کبھی بھی دوسرے اصول کو اختیار کرتی ہیں، تو اپنی شرمندگی کو چھُپانے، اپنے قومی مراسم اور تعلیمات کو ہم عصر ترقی یافتہ اقوام کے رنگ میں رنگین کرلیتی ہیں۔ اس طرح وہ ہر بات میں انکی نقّال تو ہوتی ہیں، مگر اپنی "میراث" کو بھی برائے نام باقی رکھتی ہیں۔ تا غیر اقوام کو ان پر ہنسی اور استہزاء کا موقعہ نہ ملے۔ دراصل ان اقوام کی مثال اُس بندر کی سی ہوتی ہے جو درخت پر بیٹھے کسی کو اصلاح بناتے دیکھکر اور نائی کے اُجرت حاصل کرنے کو جانے پر اُسترا جوڑے تو اپنی ناک، مُنہ اور کان کاٹ لے اور حجّام کو آتے پاکر اُسترا جو بند کرنے جائے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگلیاں بھی کٹ جائیں۔

افسوس! کہ بدقسمتی سے یہی حال مسلمانوں کا ہوا۔ اُن کے قومی انحطاط اور ادبار نے اُن کو مختلف طور پر متاثر کیا۔ کبھی انہوں نے خیال کیا، کہ اب ہماری قوم مُردہ ہو چکی ہے، تو کبھی انہوں نے خیال کیا، کہ وہ لائحہ عمل اور پاک تعلیم اب اُس کی ترقی کا ذریعہ نہیں۔ کیونکہ اس کی موجودگی کے باوجود وہ بجائے زندگی کے مَوت کی طرف رُخ کر رہی ہے۔ غرض مختلف دماغ مختلف خیالات کا شکار ہوئے، تو مختلف طبائع مختلف طور پر متاثر ہوئیں۔ آہ! اِنہی خیالات نے بہت سے مسلمانوں کو عیسائیت کا شکار بنایا تو بہتوں کو آریت اور دہریت کا غلام۔ اور وہ جو کبھی اس گھر کا چراغ تھے، وہ غیروں کا شمع بنے۔ اِنہی خیالات میں قید ایک طبقہ اُن مُسلمانوں کا تھا، جو گھر کو نہ چھوڑنا چاہتا تھا، اور خود گمراہ ہوتے ہوئے بھی دوسروں کو راہ بتانے کی ناقابلِ امکان کوشش کر رہا تھا۔ مگر کن اصولوں سے؟ اُن سے جو اُن کے خود ساختہ یا پھر غیروں کے مستعار۔ یہ اسلامی مکتبِ خیال سے کوسوں دُور، مغرب زدہ خیالات کے بندے، ہر طرف جھانکنے والے، کونے تلاش کرنیوالے، غیروں میں "اسلام" کی آن قائم کرنیوالے، مگر بباطن بے عزّتی کا سامان بہم پہنچانے والے تھے۔ سر سیّد احمد خانصاحب بانی مبانی علی گڈھ کالج اِنہی چند لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے حالاتِ زمانہ کو دیکھکر اسلامی تعلیم اور اس کے بُنیادی عقائد کی اپنے خیالات کے ماتحت توجیہہ کی۔ اور بظاہر مضبوطی بخشی، لیکن بباطن اسلام کی بیخ پر کلہاڑی چلادی۔ نہ صرف اپنے کو بَد کیا، بلکہ اسلام کو بُرا کیا اور نہ اپنی آخرت خراب کی، بلکہ بہتوں کو تباہ کیا، اور سب سے بڑھکر اسلام کی تباہی چاہی۔ سیّد صاحب نے چند ایک مغربی تعلیمیافتہ اشخاص کو دیکھکر، اُن کے خیالات کے پلٹے کو دیکھکر، زمانہ کا اثر قبول کیا، اور عقائدِ اسلامی کو مغربیت کے سانچے میں ڈھالنا شروع کیا۔ اور اسلامی تعلیمات کی بُنیادوں کی اپنے غلط در غلط خیالات سے تاویل کی۔ اور خدا کی پناہ اتنا پھُس پھُسا کر دیا، کہ تعلیم اسلامی ان کے ہاں ایک کھلونا بنکر رہ گئی۔ جس طرح مغرب کی ساری اقوام خدا کو درحقیقت نہیں مانتیں، اور اُس کے وجود کی انکاری ہیں اور باوجود اس کے وہ پھر بھی "خدا" "خدا" ضرور کہتی ہیں۔ اور ان اقوام کے وہ اشخاص جنکے ہاتھوں میں حکومت ہے، ان کا کہنا ہے، کہ درحقیقت وجودِ باری نہیں، لیکن "خدا" "خدا" کہنا۔ رعیّت کو خدا کے فرضی نام پر ذہنی غلامی کے لئے آمادہ کرنا ہے۔ اس طرح حکومت کرنے میں خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا فرضی عقیدہ ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ جو عوام کو جرائم سے روک کر حکومت کے لئے سہولت کا باعث بنتا اور لوگوں کے لئے ایک بندش ہوتا ہے۔ گویا کہ خدا کا عقیدہ ایک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح سر سید نے اسلام کا حال کر دیا۔ خدا کی پاک وحی کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہنی خیالات اور خود ساختہ عبارات قرار دیا۔ اور یہی حال دعا، تقدیر، قدرت الٰہی اور ملائک کا کر دیا۔ اور خیال کرنے لگ گئے، کہ مغربی تعلیمیافتہ نوجوانوں کے لئے انکی تاویلات کارگر ہونگی، اور معترضینِ اسلام کے لئے بھی ایک بہتر جواب ثابت ہوں گی۔

سچ ہے، کہ جب گھر کچھ خراب ہوا تو اُس کو ٹھیک نہ کر لیا گیا۔ بلکہ ہمسائے کو دھوکہ دینے اور اپنی آن قائم رکھنے کے لئے مقابل کی عالیشان کوٹھی کے دربان سے چُونا لیا اور "کالی مسجد" پر چُونا چڑھایا، تا اپنی پُرانی عمارت بھی زیب و زینت میں کم نہ رہے۔ اس طرح سیّد موصوف نے غیروں کو تو کیا خود کو دھوکا دیا۔ اور جو تھوڑے بہت عقائد درست تھے، وہ بھی ذل سے دھو دیئے۔ اپنی زندگی تباہ کی اور دوسروں کی آخرت برباد۔ وہ مسلمانوں کی راہنمائی اور رہبری کرنا چاہتے تھے۔ گرتی قوم میں احساسِ بیداری پیدا کرنا چاہتے تھے۔ گو وہ دُنیوی ارادوں میں ایک حد تک کامیاب رہے، لیکن مسلمانوں کی اصلاح کا عظیم الشان کام کسی اور کے لئے مقدر تھا۔ سیّد موصوف اس طرف خیال نہ کرتے تو بہتر تھا۔ کیونکہ خدا نے مسلمانوں کی حالت پر ترس کھا کر رحم فرمایا۔ اسلام کی حفاظت کے لئے ایک شخص کو کھڑا کیا۔ مسیح کو بھیجا تا وہ مُردوں کو زندہ کرے۔ آسمان سے نُور نازل کیا، تا دلوں کی تاریکی دُور ہو، اور مائدہ کا انزال کیا، تا وہ اُن کے لئے کفیل ہو۔ اور اسلام کے لئے آبِ حیات برسایا، تا اُس کی حیات ابدی ہو جائے۔ پر بدقسمت قوم نے اس طرف رُخ نہ کیا، اور خود اُس "سیّد" نے اس طرف آنکھ نہ اُٹھائی، کہ اپنے کو زندہ رکھتا۔ جو دوسروں کو زندہ کرنیکی ناممکن سعی کر رہا تھا۔ بھلا مُردہ کہیں مُردے کو زندہ کر سکتا ہے؟

گو سیّد صاحب کے غلط تفہیمات کی اُن کے حامیوں نے بڑی تائید کی، مگر سچ ہے، کہ اُن کی تفہیمات فضولیات سے بڑھکر نہ تھیں۔ اور آج جبکہ پچاس سال کا عرصہ بھی گذرنے نہیں پایا، کہ اُن کے ہمنوا مسلمان اور ہاں میں ہاں بھرنے والے جو اُنہی کے کالج کی پیداوار ہیں، اُن کے خلاف خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ کا عبرتناک ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں رسالہ "معارف" اعظم گڈھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے حسب ذیل عبارت ماہِ اکتوبر کے شذرات میں شایع کی ہے:-

"درحقیقت مذہب کو موسمی ہواؤں یعنی زمانہ کے تغیر پذیر خیالات کا پابند بنانا بڑی اصولی غلطی ہے۔ اس لئے یہ ہوائیں تو برابر بدلتی رہتی ہیں۔ اور ہر پچیس۲۵، تیس۳۰ سال کے بعد خیالات اور نقطہ نظر بدل جاتے ہیں۔ مذہب کہاں تک ان کے ساتھ قالب بدلتا رہے گا۔ ادھر چند ہی برسوں کے اندر اندر خیالات میں کتنے مدوجزر ہو چکے ہیں۔ ایک زمانہ میں مذہب کو مغربی خیالات اور جدید علوم وفنون کے مطابق ڈھالنا بڑی فخر کی بات اور ترقی پسندی کی معراج سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آج اس کی حیثیت ایک مضحکہ انگیز کوشش سے زیادہ نہیں ہے اس دور کے ایک قریب العہد بزرگ جو علی گڈھ کالج کے پرانے ممتاز تعلیمیافتہ اور صوبہ کے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہیں، اپنے عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مَیں علامہ اور سر سید احمدؐ خان وغیرہ سے خفا ہوں، کہ انہوں نے جزمِ ایمان میں تذبذب پیدا کر دیا۔ بلا سے تھوڑے سے مسلمان بددین ہو جاتے اسلام تو بد نہ ہوتا۔ اس لٹریچر نے سخت نقصان پہنچایا۔ اب پچاس برس کے بعد مغرب جو کچھ بول رہا ہے، وہ عین اسلام ہے۔ مگر اس وقت کی مغربی ذہنیت پر اسلام کو منطبق کرنے کی فکر میں نہ معلوم کہاں سے کہاں اسلام کو پہنچا دیا، اور ان کے اعقاب اب اور خطرۂ ایمان بن گئے ہیں۔ والحمد للہ نحن برائٔ من ذٰلک"

دیکھیئے! کہ ایک تہائی صدی کے اندر نقطۂ نظر اور خیالات میں کتنا عظیم فرق ہو گیا۔" (معارف صفحہ ۲۴۴ سنہ ۴۳ء اکتوبر)

ناظرین غور فرمائیں۔ کہ سید موصوف کے متعلق اور اُن کی تفہیمات کے متعلق اُن کے ہی گھر کے ایک آدمی کا خیال کیا ہے۔ زمانہ کا اصول ہی یہی ہے۔ کہ ابن الوقت کی قدر ہو۔ لیکن وقت گذرنے پر اُس کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ اِس کے ساتھ ہی ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ "ان ممتاز تعلیمیافتہ" "اعلیٰ عہدہ پر ممتاز" بزرگ نے یہ تو ٹھیک فرمایا، کہ سید صاحب نے اسلام کو بدّ کیا۔ مگر یہ کہاں صحیح ہے کہ "اب پچاس برس کے بعد مغرب جو کچھ بول رہا ہے وہ عین اسلام ہے"۔ افسوس! کہ خود اپنے اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قول میں سید صاحب کو بَدْ کہتے ہوئے اپنے کو بھی بَدْ کیا۔ اگر سید صاحب نے "اُس وقت کی مغربی ذہنیت پر اسلام کو منطبق کرنے کی فکر میں نہ معلوم کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔" تو آپ نے بھی اس وقت کے مغرب کے "جو کچھ بول" کو "عین اسلام ہے" کہہ کر اپنے کو سید صاحب سے مماثل کر دیا۔ اور جس طرح سید صاحب کے "اس وقت کی مغربی ذہنیت پر اسلام کو منطبق کرنے" کے "اعقاب" "اب اور خطرۂ ایمان بن گئے ہیں۔" کیا تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کے اس قول "اب پچاس برس بعد مغرب جو کچھ بول رہا ہے وہ عین اسلام ہے" کے اعقاب" اور خطرۂ ایمان "نہ ہو جائینگے؟ براءت کا اظہار فرمانے والے کس طرح "نحن براء من ذٰلك" فرما سکتے ہیں؟

نوٹ:۔ آئندہ اشاعت میں "سرسید کے شکوک اور حضرت مسیح موعودؑ" میں ہم اُن وساوس کا ازالہ پیش کریں گے +

سُرخ نِشان!

جن خریداروں کی چٹوں پر سُرخ سیاہی کے نشان ہوں، وہ سمجھ لیں، کہ اُنکا چندہ ختم ہو چکا ہوا ہے۔ اور اُن کو اگلا پرچہ بذریعہ وی۔ پی بھیجا جائے گا۔ وی۔ پی سے قبل بقایا صاف کرنے کی صورت میں وی۔ پی روک لیا جائے گا۔ ورنہ وی۔ پی کا وصول کرنا تمام خریداروں کا اخلاقی اور قومی فرض ہو گا۔

مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودیّت

(از حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب)

حسب فرمائش کارکنانِ تحریکِ جدید

فہرست مضامین

مختصر تاریخ یہود۔
بارہ قبیلے۔
تاریخ یہود کے بعض اہم واقعات
مشہور مؤرخ
شریعتِ یہود
لفظ یہوداہ
زبانیں
مذہبی تیوہار
قرآن شریف میں یہود کا ذکر
یہودیت اور اسلام
بڑا فرق
یہود کی کتب مقدسہ میں پیشگوئیاں
ٹالمود میں پیشگوئی
خالی تراجم کے نقصانات
لطیفہ
یہود زمانۂ حال میں

مختصر تاریخ یہود

یہود کی تاریخ کی ابتداء دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے۔ حضرت ابراہیمؑ ہی کی دعائیں تھیں، جس نے بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کو اس قدر روحانی اور جسمانی ترقیاں عطا فرمائیں۔ اسرائیلیوں کو سب سے بڑا فخر یہی رہا ہے اور اب تک ہے، کہ ہم اُن وعدوں کے مصداق ہیں، جو خدا تعالےٰ نے برکت اور رحمت کے وعدے حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابراہیمؑ سے کئے۔

۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی سے واپس آ رہے تھے، اور لدھیانہ کے دوستوں کی درخواست پر دو تین روز کے واسطے وہاں قیام ہوا، تو میں اپنے چند احباب کے ساتھ وہاں کے ایک انگریز پادری سے ملنے کے واسطے مشن کمپاؤنڈ میں گیا۔ پادری صاحب بہت اخلاق سے ملے اور ان کی اجازت سے میں نے اُن پر یہ سوال کیا، کہ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے، کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ وعدہ دیا تھا کہ اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے انبیاء اور بادشاہ ہوں گے۔ اور ایسا ہی اسحٰقؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت اسحاقؑ کے متعلق جو وعدہ تھا، وہ پورا ہوا۔ انکی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ ہوئے، اور بڑی برکتیں پائیں۔ لیکن اب آپ فرمایئے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کے متعلق جو وعدہ تھا، وہ کب اور کس طرح پورا ہوا؟ یہ سوال سُنکر پادری صاحب گھبراہٹ میں کھڑے ہو گئے، اور کہنے لگے، بیشک یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ اسمٰعیلؑ کے متعلق جو وعدہ تھا، وہ محمدؐ صاحب میں پورا ہوا۔ لیکن مجھے اس وقت ایک ضروری کام کے واسطے گرجا جانا ہے، اسلئے معافی چاہتا ہوں۔ یہ کہکر وہ چلے گئے۔

غرض حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں اور برکتوں سے یہود قوم نے بھی بہت فائدہ حاصل کیا۔ اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے، کہ یہودیوں کی ابتداء دراصل حضرت ابراہیمؑ ہی سے ہے۔ لیکن یہود کا لفظ یعقوبؑ نبی کے بیٹے یہودا سے لیا گیا ہے۔ یہودا عبرانی لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں تعریف کیا گیا۔ یہودیوں کو عبرانی بھی کہتے ہیں۔

یہ نام دراصل حضرت ابراہیمؑ کو دیا گیا تھا۔ جبکہ وہ اپنے باپ دادے کے ملک کو عبور کر کے کنعان کو چلے گئے۔ اس سبب سے وہ عبرانی کہلاتے تھے۔ اور اُن کی اولاد اور اُن کی زبان کو آج تک عبرانی کہا جاتا ہے۔

یہود کا ایک نام بنی اسرائیل بھی ہے۔ کیونکہ وہ سب اسرائیل کے بیٹے ہیں۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا الہامی نام ہے۔ اور اس کے معنے ہیں خدا کا پہلوان۔ عبرانی زبان میں اللہ کے واسطے ایل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی عبادت گاہ کو اب تک بیت ایل کہتے ہیں جسکے لفظی معنی ہیں بیت اللہ۔ یورپین زبانوں میں یہودیوں کو جیُو (Jews) کہا جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اس لفظ جُو کا استعمال کشمیر میں بھی بعض قبیلوں کے ناموں میں پایا جاتا ہے۔ اور عموماً بڑے اور معزز لوگوں کے ناموں کے ساتھ جو کا لفظ بطور عزت کے بڑھایا جاتا ہے۔

بارہ قبیلے

حضرت یعقوبؑ نبی کے بارہ بیٹے تھے، جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح مُلک کنعان میں آباد تھے۔ اُن میں سے چوتھے کا نام یہودا تھا۔ چونکہ یہودا کی اولاد کو ظاہری سلطنت اور شوکت بہت حاصل ہوئی۔ اس لئے تمام بنی اسرائیل کو لوگ یہودی کہنے لگے اور آجتک ایسا ہی مشہور چلا آتا ہے۔ بائیبل میں ابتداءً سب جگہ ان کو بنی اسرائیل کہا گیا ہے۔ مگر آخر میں وہ یہودی بھی کہلانے لگے۔ جیسا کہ کتاب استر باب دو میں ان کو یہود کہا گیا ہے۔ حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسف جب مصر میں فرعون کے پاس بڑے بڑے معزز عہدوں پر حاکم ہو گئے۔ اور قحط کے سبب یعقوب نبی اور اس کے سب بیٹوں کو کنعان چھوڑ کر مصر میں جاکر بود و باش اختیار کرنی پڑی۔ تو کئی سو سال تک یہودی لوگ اُس مُلک میں ایک کافر بادشاہ کی ماتحتی میں رہے۔ جو اُن کو بطور غلام کے رکھتا۔ اور اُن سے مزدوری کا کام لیتا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اُنہی یہودیوں میں سے ایک شخص موسےٰ نام کو مبعوث کیا۔ جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے چھڑا کر واپس ابراہیمؑ کے ملک میں لے آئے۔ جہاں غیر قوموں سے جنگ کے بعد یہودیوں نے فتح پائی اور ان کی سلطنت قائم ہوئی۔ اور کئی صدیوں تک یہودیوں میں نئے انبیاء اور بادشاہ پیدا ہوتے رہے۔ لیکن بالآخر اُن کی بداعمالیوں کے سبب وہ سلطنت اُن کے ہاتھ سے نکل گئی۔ حضرت مسیح ناصریؑ کی پیدائش کے وقت یہود کی قوم اور اُن کا ملک کنعان اور فلسطین سب رومی سلطنت کے ماتحت تھے۔ اُس وقت تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق یہود منتظر تھے، کہ اُن میں ایک مسیح پیدا ہوگا، جو اُن کو پھر غیروں کی غلامی سے چھڑا کر یہودیوں کی سلطنت قائم کردیگا۔ یہ وعدہ روحانی رنگ میں حضرت مسیح ناصریؑ کے ظہور سے پورا ہوا۔ اور روحانی وجسمانی دونوں رنگوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پُورا ہوا۔ لیکن ان وعدوں کے وارث وہ لوگ ہوئے جنہوں نے اپنے وقت کے نبی کو قبول کیا۔ اور ان میں کثرت سے یہودی بھی شامل تھے۔ لیکن جو یہودی پہلے حضرت مسیح ناصریؑ کے منکر ہوئے اور بعد میں حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاتم النبیینؐ کے منکر ہوئے وہ سب ہمیشہ ذلّت وادبار میں پڑے رہے۔ اور اب تک پڑے ہوئے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں جہاں انسانی مساوات کے بڑے قوانین پاس ہوئے ہیں، اور بظاہر یہی کہا جاتا ہے، کہ ہمارے مُلک کے عیسائی اور یہودی برابر حقوق رکھتے ہیں، وہاں بھی عملی رنگ میں یہودیوں کو ہر قسم کی ذلّت پہنچتی رہتی ہے۔ اس کا تازہ نمونہ ہٹلر نے دکھایا ہے۔ جس نے تمام یہودیوں کو ناحق اپنے مُلک سے نکالدیا اور ان کی جائیدادیں اور مال چھین لئے۔ اس وقت دُنیا بھر میں یہودیوں کی آبادی ڈیڑھ کروڑ کے قریب ہے، اور وہ سب عموماً ہر جگہ ایک ذلّت کی حالت میں رہتے ہیں اور اسی طرح گذارہ کرتے ہیں۔

تاریخ یہود کے بعض اہم واقعات

۵۸۶ء قبل مسیح۔ بابل کے بادشاہ نے یہود کو بابل میں نظر بند کر دیا۔
۵۳۸ء " یہود کی بابل کی نظر بندی سے آزادی اور یروشلم میں واپسی۔
۵۳۸ء " تا ۳۳۳ء قبل مسیح یہود ایرانی سلطنت کے ماتحت۔
۳۳۲ء " یہود پر سکندر اعظم کی حکومت۔
۳۲۰ء " یہود پر مصری بادشاہ کی حکومت
۶۳ء " یہود پر رومی حکومت کا آغاز
۷۰ء عیسوی۔ ٹائی ٹس نے یروشلم کو تباہ کر دیا۔ اور یہود کو اُن کے وطن سے خارج کر دیا

مشہور مؤرّخ یہودیوں کا سب سے بڑا مؤرّخ جوزی فس گذرا ہے، جو مسیح ناصریؑ کے زمانہ کے قریب گذرا ہے۔ اُس کی تصنیف کردہ تاریخی کتاب کو بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔

شریعت یہود یہودیوں کی شریعت کی بُنیاد وہ دسؔ احکام ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طُور پر اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے تھے۔ یہ دس احکام یہودی لوگ اپنے معبد کے دروازوں پر بھی لکھتے ہیں۔ اور گھروں پر بھی لکھکر لٹکائے رکھتے ہیں۔ یہ دس احکام درج ذیل ہیں:-

۱۔ سوائے خدا کے تُو کسی کی عبادت نہ کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۔ تُو اپنے لئے کوئی مُورت یا کسی چیز کی صُورت نہ بنا۔ تُو اپنے تئیں اُنکے آگے نہ جُھکا۔ اور نہ اُن کی عبادت کر۔

۳۔ تُو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔

۴۔ تُو سبت کے دن کو پاک رکھ۔ چھ دن تو محنت کر کے اپنا کام کاج کر لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے، اسمیں کچھ کام نہ کر۔

۵۔ تُو اپنے ماں باپ کی عزت کر تاکہ تیری عمر دراز ہو۔

۶۔ تُو خون نہ کر۔

۷۔ تُو زنا مت کر۔

۸۔ تُو چوری مت کر۔

۹۔ تُو اپنے پڑوسی پر جھُوٹی گواہی مت دے۔

۱۰۔ تُو اپنے پڑوسی کی جورو اور اُس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بَیل اور اُس کے گدھے اور اُس کی کسی چیز کا لالچ مت کر۔

یہ دس احکام ہیں۔ ان کے علاوہ شریعت کے دیگر احکام موسیٰ کی پانچ کتابوں اور صُحفِ انبیاء میں تفصیلاً درج ہیں۔

لفظ یہوواہ یہود میں اللہ تعالیٰ کا ایک اسم اعظم جس کو زبان پر لانا جائز نہیں سمجھتے۔ جب تک کہ خاص غسل اور روزہ اور عبادتوں سے وہ اپنے آپ کو پاک نہ کرلیں۔ وہ نام یہوواہ ہے۔ مگر اس میں بھی اختلاف ہے۔ گو اس لفظ کا تلفظ یہوواہ ہے یا یاوِیہ ہے۔ اگرچہ بائیبل میں ہر جگہ یہوواہ لکھا ہوتا ہے، مگر پڑھنے میں آدوناتی پڑھتے ہیں۔ جسکے معنے ہیں میرا خداوند۔ ایک اور عام نام الوہیم بصیغۂ جمع ہے جس کے معنے ہیں معبود۔ تعظیم کے طور پر جمع کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ یہود عموماً عقیدۃً بڑے پکے موحد ہیں۔

زبانیں یہودیوں کی مقدس زبان عبرانی ہے۔ اور اُن کی مقدس کتابیں سب اسی زبان میں ہیں۔ اب تک یورپ، امریکہ، ہندوستان، چین، جہاں کہیں بھی تھوڑے یا زیادہ یہودی آباد ہیں۔ عبرانی زبان میں ہی نمازیں ادا کرتے ہیں اور اسی زبان میں اُن کی مقدس کتابیں لکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرورِ زمانہ سے ہر زبان میں کچھ نہ کچھ تغیّر لب و لہجہ میں اور الفاظ کے معانی اور الفاظ کی بناوٹ میں ہوتا رہتا ہے۔ جیساکہ آج سے تین سو سال پہلے کی پنجابی سے اب موجودہ پنجابی اس قدر فرق رکھتی ہے، کہ ہم اس کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ آج سے تین سو سال پہلے کی انگریزی کو آج کے انگریز سمجھ نہیں سکتے۔ بغداد اور مصر اور مکّہ کی موجودہ عربی ایسی بن گئی ہے، کہ ایک مولوی فاضل جس نے عربی صرف کتابوں سے پڑھی ہو اور موجودہ اہلِ زبان سے ملنے کا اسے اتفاق نہ ہوا ہو، اُن کی زبان کو سمجھ نہیں سکتا۔ ایسا ہی عبرانی زبان میں بھی اس قدر تغیّرات ہوتے رہے، کہ چند صدیوں کے بعد گویا ایک نئی زبان بن گئی۔ جنکو آرامی اور کلدانی اور سریانی کہتے ہیں۔ یہ زبانیں عبرانی سے نکلیں اور یہودی اِن کو استعمال کرتے رہے۔ لیکن ان کی مقدس زبان عبرانی ہی رہی۔ یورپ اور امریکہ میں جو یہودی کئی صدیوں سے آباد ہیں انہوں نے اپنے خانگی استعمال کے واسطے ایک نئی زبان ایجاد کرلی ہے۔ جس کو یدش کہتے ہیں۔ یدش زبان عبرانی حروف میں لکھی جاتی ہے۔ اِس میں کچھ الفاظ یورپین زبانوں کے اور کچھ عبرانی زبان کے ہوتے ہیں۔ پھر ہر ایک ملک کی یدش جُدا ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی یدش میں انگریزی کے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور رُوس کی یدش میں رُوسی الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں۔

عبرانی زبان میں صرف ۲۲ حروف ہیں۔ جو بترتیب حروف ابجد عربی کی طرح دائیں سے بائیں طرف لکھے جاتے ہیں۔ اور ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت پر مشتمل ہیں۔ ثخذ، ضظغ کے حروف عبرانی میں نہیں آتے ہیں۔ اعداد بھی انہی حروف کے ذریعہ سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ا سے مراد ایک۔ اور ب سے مراد دُو۔ وقس علیٰ ہذا۔ آخری حرف ت کے عدد چار سو ہوتے ہیں۔

مذہبی تیوہار

یہودیوں کے بڑے بڑے مذہبی تیوہار یہ ہیں:۔

۱۔ سبت (روز شنبہ) یہ دن صرف عبادت کے واسطے ہے۔ اِس دن تجارت یا کوئی کاروبار کرنا، یا گھر میں آگ جلانا اور کھانا پکانا بھی منع ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۔ عید فسح۔ اپریل میں۔ جسکو عیسائی لوگ اب ایسٹر کہتے ہیں۔ مصر کی غلامی سے نکلنے کی یادگار میں یہ عید منائی جاتی ہے۔

۳۔ نئے پھل کے پکنے کی عید۔

۴۔ عید کفارہ۔ اس عبادت سے تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (ماہ دسمبر میں)

۵۔ دوسرے فصل کی عید۔ ماہ اکتوبر میں۔

۶۔ عید پوریم۔ اخیر فروری میں۔

قرآن شریف میں یہود کا ذکر

چونکہ قرآن شریف ابتداءً عربوں پر نازل ہوا، اور عربوں کے ذریعہ سے تمام دُنیا پر پہنچا، اس واسطے طبعاً انبیاءِ سابق میں سے بنی اسرائیل کا بہت ذکر قرآن شریف میں درج ہے۔ کیونکہ عرب بنو اسمٰعیل تھے، جو بنی اسرائیل کے بھائی تھے۔ جب مَیں لنڈن میں تھا، تو مجھے ایک دفعہ راستہ میں ایک فلسطینی یہودی عالم ملا۔ اس نے میرا ایشیائی لباس دیکھکر خیال کیا، کہ مَیں اس کا ہم قوم و ہم مذہب ہوں۔ اور دُور سے ہی مجھے عبرانی میں کہا۔ ھتو یہوداہ (کیا تو یہودی ہے)۔ مَیں نے جواب دیا۔ آنی یشمو عیل (میں اسمٰعیلی ہوں)، پھر اس نے کہا۔ بنو عمنا۔ ہمارے چچا کا بیٹا ہے۔ اس قریب کے رشتہ کے سبب یہود کے حالات قرآن شریف میں بہت درج ہیں۔ اور وہ سب بطور مثال اور عبرت کے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں پر بھی ایسے ہی واقعات آنیوالے تھے۔ جیساکہ یہود پر آئے۔ اور حضرت خاتم النبیین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت موسٰےؑ کے مثیل تھے۔ اور جیسا کہ یہود میں ایک مسیحؑ پیدا ہوا، اور انہوں نے اس کا انکار کیا، اور اس انکار کے سبب دُنیا میں ذلیل ہوگئے۔ ایسا ہی معاملہ مسلمانوں کو بھی پیش آنا تھا۔ کہ اُن کے درمیان اُن میں سے ایک مسیح پیدا ہونیوالا تھا۔ جس کا انکار اُن کے لئے قومی ذلت و ادبار کا موجب ہونیوالا تھا۔ اس واسطے یہود کے واقعات کثرت سے قرآن شریف میں درج ہیں۔ مثلاً بنی اسرائیل نے انبیاء کا انکار کیا۔ اور اُن کے قتل کے درپے رہے۔ موسٰےؑ کی بات نہ مانی۔ مسیحؑ کو صلیب پر چڑھوانے کے منصوبے کئے۔ مشرکین کے بتوں کی پُوجا کرنے لگے۔ سبت کے معاملہ میں نافرمانی کی۔ بی بی مریمؑ پر ناحق کے الزام لگائے۔ انکی سُودخوری؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسروں کے حقوق کا تلف کرنا، خدا تعالٰے سے عہد باندھکر اُسے توڑ دینا، یہود کے دلوں کی سختی، اُن میں بادشاہوں اور نبیوں کا پیدا ہونا، فرعون کے ہاتھوں سے یہودیوں کا بچنا، پھر ناشکری کرنا، اُن کی منافقت اور کفر۔ غرض قوم یہود کے مفصل حالات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے واسطے راہنمائی اور عبرت کا موجب ہیں +

یہودیت اور اسلام

چونکہ یہ ہر دو مذہب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کو ابتداءً عطا کئے گئے اور انکی پیدائش کے مقامات یعنی عرب اور فلسطین ایک دوسرے کے ساتھ ملحق ہیں۔ اِس واسطے اُن کی آپس میں بہت سی مشابہت ہے۔ شریعت کے قوانین بہت سی باتوں میں ایک ہیں۔ عقائد بھی بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے، کہ یہود کی کتب مقدسہ میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن سے اسلام کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے بعض خلفاء کا بھی ذکر اُن کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

لطیفہ:۔ بمبئی میں ایک یہودی تھے، جو عبرانی زبان کے بہت ماہر تھے، اور یونیورسٹی کے امتحانوں میں زبان عبرانی کے ممتحن ہوا کرتے تھے۔ جب میں نے بی۔اے کے امتحان میں عبرانی زبان لی، تو میرے پرچے دیکھنے کے واسطے اُن کو ہی بھیجے گئے تھے۔ تب سے میری اُن سے واقفیت اور خط و کتابت کا تعلق اُن کی وفات تک رہا۔ مَیں جب کبھی بمبئی جاتا اُن کے ساتھ ضرور ملاقات رہتی۔ ایک دفعہ مَیں نے اُن کو تبلیغ کی، کہ وہ دین اسلام کو قبول کریں۔ میری گفتگو کو انہوں نے خندہ پیشانی سے سُنا اور ہنس کر کہنے لگے، کہ آپ ہمیں یہودی ہی رہنے دیں، کیونکہ اس میں بھی دین اسلام کا ایک فائدہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم اُن کتب مقدسہ کے حامل ہیں جن سے اسلام کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ہم انبیائے سابقین کی پیشگوئیوں کو اُن کی اصل زبان میں محفوظ رکھتے ہوئے پُشت در پُشت چلے آتے ہیں۔ اگر یہ کتابیں ہمارے پاس نہ ہوں اور مسلمان انکو چھاپیں اور شائع کریں تو پھر ان پیشگوئیوں کی وہ وقعت نہ رہے گی جو اب ہے۔ اس لئے ضروری ہے، کہ یہودی قوم کے علماء بھی دُنیا میں موجود رہیں، اور اِسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے رنگ میں اسلام کی خدمت بجالاتے رہیں۔

اسلام اللہ کا دین ہے اور وہ اپنے اجراء اور قیام کے واسطے کسی یہودی عالم کا محتاج نہیں۔ لیکن اِس میں بھی شک نہیں، کہ اِن مقدس کتابوں کا ایک غیر قوم کے پاس محفوظ ہونا اور اُن میں پیشگوئیوں کا ذکر ہونا ہمارے مبلغین کو بہت کچھ امداد پہنچاتا ہے۔

بڑا فرق

یہودیت، اور اسلام میں بڑا فرق یہ ہے، کہ یہودیت ایک قومی مذہب تھا۔ اور اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اگرچہ دوسری قوموں کو یہودیوں نے اِس رنگ میں اپنے اندر جذب کیا، کہ جو غریب اور کمزور لوگ اُن کے مُلک میں رہ گئے، وہ رفتہ رفتہ نامعلوم طریقے سے یہودیوں میں جذب ہو گئے۔ لیکن جیساکہ آجکل کے عیسائی اور مسلمان اپنے مبلّغین کو غیر ملکوں اور قوموں میں بھیجکر اُنہیں اپنے مذہب میں شامل کرنیکی کوشش کرتے ہیں، اِس طرح یہودیوں نے کبھی نہیں کیا۔ اور اُن کی سلطنتوں کے ضائع ہونے اور یروشلم کی تباہی کے بعد جبکہ وہ غیر ملکوں میں تتر بتر ہو گئے، تب سے تو وہ یہی غنیمت سمجھتے ہیں، کہ اُن کی ہستی کسی طرح دُنیا میں قائم رہے۔

یہودیوں کی مقدس زبان عبرانی بھی ایک مُردہ زبان ہو چکی ہے۔ جو اب کہیں بولی نہیں جاتی۔ ایک نئی تحریک کے بعد جو صیہونی تحریک کہلاتی ہے، یہ کوشش کی جارہی ہے، کہ فلسطین میں جو یہودیوں کی نئی بستیاں اب بنائی گئی ہیں وہاں عبرانی زبان بولی جایا کرے۔

یہود کی کُتبِ مقدسہ میں پیشگوئیاں

یہودیوں کی کتبِ مقدسہ میں حضرت رسول کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے بعض خلفاء کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں صاف اور واضح الفاظ میں درج ہیں۔ حضرت خاتم النبیینؐ کا نام محمدؐ "پورانے عہد نامے" کی کتاب غزل الغزلیات کے باب ۵ آیت ۹ میں موجود ہے۔ اِس اور دیگر پیشگوئیوں کے واسطے مفصلہ ذیل حوالہ جات کا مطالعہ کرنا طالبِ حق کے واسطے بہت مفید ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱- دعائے ابراہیم جو اسمٰعیل کے حق میں تھی۔ (کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰) اور (کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۱) اور (کتاب پیدائش باب ۱۵ آیت ۱۸)

اِس آخری حوالے میں مصر اور فرات کے درمیان مُلک عرب کا ذکر ہے اور (پیدائش باب ۱۷ آیت ۸) میں یہ ذکر ہے، کہ زمین کنعان برگزیدوں کے قبضہ میں رہے گی۔ چنانچہ چودہ سو سال تک مسلمان وہاں کے بادشاہ رہے۔

۲- کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷ تا ۲۲۔ مثیل موسٰے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ہے۔

۳- استثناء باب ۳۳۔ اس میں خدا تعالےٰ کا فاران کے پہاڑ میں تجلّی کرنا لکھا ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے ہوا۔

۴- عرب کی بابت الہامی کلام یسعیاہ باب ۲۱۔ آیت ۱۳۔

۵- یسعیاہ باب ۴۲ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق چودہ نشانیاں دی گئی ہیں۔

۶- کتاب غزل الغزلیات باب ۵ آیت ۹ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام محمدیم۔ عبرانی زبان میں "یم" جمع کی علامت ہے۔ جو اظہارِ ادب کے لئے لفظ محمدؐ کے ساتھ لگا دی گئی ہے۔

۷- دانیال نبی کی کتاب میں بنوکد نضر بادشاہ کی خواب میں اسلامی سلطنت کے قیام کی پیشگوئی ہے۔

۸- زبور باب ۱۱۸۔ آیت ۲۲ میں حجر اسود کا ذکر ہے۔

۹- حیقوق باب ۳۔ آیت ۳ میں آنحضرت صلعم کا نام احمدؐ بتایا گیا ہے۔

۱۰- حجی نبی کی کتاب میں باب ۲۔ آیت ۶ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا ذکر ہے۔

۱۱- یسعیاہ باب ۴۱ میں لکھا ہے، کہ "اور کس نے صادق کو مشرق سے مبعوث کیا" یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ہے۔

۱۲- دانیال نبی نے باب ۱۲۔ آیت ۱۵ میں ایک ایسی پیشگوئی کی ہے۔ جو حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح الثانی ہر سہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق ہے۔

طالمود میں پیشگوئی

یہودیوں کی حدیث کی کتاب طالمود ہے۔ جس میں اہلِ اسلام کی کتب حدیث کی طرح صرف وہی اقوال نہیں لکھے گئے، جو حضرت موسےٰؑ نے فرمائے، بلکہ موسےٰؑ کے بعد کے انبیاء اور دیگر بزرگوں کے اقوال اور احوال بھی اس میں درج ہیں۔ یہودیوں کی حدیث کی کتابیں ایک حد تک اہلِ تشیّع کی کتبِ احادیث کی طرز پر ہیں۔ ان میں اس قسم کی احتیاط نہیں کی گئی جیساکہ اہل سُنّت والجماعت کی کتب احادیث میں صرف رسولِ پاک حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتوں کو درج کیا گیا ہے۔

طالمود میں بعض پیشگوئیاں بھی ہیں۔ جن میں بالخصوص حضرت مسیحؑ کی آمد اول اور آمد ثانی کے نشانات درج ہیں۔ طالمود کی حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اپنی آمد اوّل میں چنداں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور شادی نہیں کرینگے۔ اور اُن کی تبلیغ زیادہ تر اپنے ملک اور قوم میں محدود رہے گی۔

لیکن آمد ثانی میں مسیح موعودؑ کو بہت کامیابیاں ہوں گی۔ اور اُن کی تبلیغ سب ملکوں اور قوموں میں پھیلے گی۔ وہ شادی کریں گے اور صاحبِ اولاد ہوں گے۔ اور ان کا بیٹا اُن کے بعد جانشین ہوگا۔ (ملاحظہ ہو طالمود بزبان انگریزی مرتبہ پادری جوزف بارکلے مطبوعہ لنڈن ۱۸۳۸ء Rev. Joseph Barclay)

خالی تراجم کے نقصانات

یہ قرآن شریف کا ایک معجزہ ہے، کہ اس کا اصل اب تک ایسا ہی محفوظ ہے جیساکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہُوا تھا۔ اور جن مسلمانوں نے اس کا ترجمہ کیا، اصل کو ساتھ ہی محفوظ رکھا۔ کیونکہ ترجمہ تو ترجمہ کرنیوالے کا خیال ہوتا ہے۔ ممکن ہے، کہ وہ درست ہو۔ اور ممکن ہے، کہ غلط ہو۔ توریت کی صورت میں اصل عبرانی تھا اور قرآن شریف کی صورت میں اصل عربی ہے۔ انجیل کا اصل کہیں محفوظ نہیں۔ یہ بھی پورے طور پر ثابت نہیں ہو سکتا، کہ اصل کِس زبان میں تھا۔ کوئی کہتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ عبرانی میں تھا۔ اور کوئی کہتا ہے، کہ یونانی میں تھا۔ اِس واسطے اب کچھ کہہ نہیں سکتے کہ تراجم درست ہیں یا غلط ہیں۔ دُنیا میں جس قدر اشاعت انجیلوں کی ہو رہی ہے، وہ کلامِ الٰہی کی اشاعت نہیں ہو رہی۔ بلکہ مترجموں کے خیالات کی اشاعت ہو رہی ہے۔ ہاں قرآن شریف کے ذریعہ سے خالص کلامِ الٰہی کی اشاعت ہو رہی ہے۔ جو عربی زبان میں جیسا نازل ہوا تھا، ویسا ہی موجود ہے۔

توریت کے متعلق بھی یہود میں یہ روایت مشہور ہے۔ کہ ایک دفعہ تمام توریت گُم ہو گئی تھی، پھر کسی نبی نے اُس کو اپنی یادداشت سے الہاماً لکھا۔ اگر اصل توریت کو دیکھا جائے، تو اب بھی اس میں محمدؐ کا لفظ موجود ہے۔

لطیفہ امریکہ میں ایک صاحب جو کبھی کبھی میرے لیکچروں میں شامل ہوتے تھے اور حسن ظن رکھتے تھے اور عبرانی زبان کے خوب ماہر تھے۔ وہ ایک دفعہ آئے اور کہنے لگے، کہ مَیں نے عبرانی توریت میں آج پڑھا ہے۔ کہ کس نے صادق کو مشرق سے مبعوث کیا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ صادق مشرق سے مغرب کو اسلام پھیلانے آئے گا۔

مَیں نے اُسے سمجھایا۔ کہ اِس پیشگوئی میں صادق سے مُراد مسیح موعودؑ ہے۔ اور مَیں نے خود یہ پیشگوئی جب یسعیاہ نبی کی کتاب میں پڑھی تھی، تو مَیں نے اُسے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور حضرت صاحبؑ نے اِسے اپنی ایک کتاب میں درج کیا تھا۔ لیکن یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ اُس صادق مسیح موعودؑ کی طرف سے جو شخص تبلیغ کے واسطے امریکہ سب سے پہلے بھیجا گیا، اس کا نام بھی صادق ہے۔

غرض یہی امر اُس کے واسطے قبولِ اسلام کا موجب ہو گیا۔ لیکن اگر وہ اصل عبرانی کو نہ پڑھتا اور صرف ترجموں کو دیکھتا، تو اُسے کبھی یہ شرف حاصل نہ ہوتا۔

یہود زمانہ حال میں!

فی زمانہ یہودیوں کی آبادی ساری دُنیا پر ۱½ کروڑ کے قریب ہے جسکی اکثریت یورپ اور امریکہ میں ہے۔ دُنیا میں کسی جگہ یہودیوں کی کوئی سلطنت نہیں۔ ۱۹۱۴-۱۸ء کے جنگِ عظیم کے بعد انگریزوں نے انگلستان کے یہودیوں کی جنگی خدمات کے عوض میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسبِ وعدہ فلسطین میں بہت سی نئی بستیاں یہودیوں کو آباد ہونے کے واسطے عطا کیں۔ لیکن وہ حکومتِ انگریزی کے ایسے ہی ماتحت وہاں ہیں، جیسے کہ فلسطین کے دوسرے شہروں کے مسلمان اور عیسائی۔ لیکن اگرچہ یہود کی کوئی سیاسی سلطنت دُنیا بھر میں نہیں، تاہم اُن ملکوں کے یہود اپنی کفایت شعاری، محنت اور ذہانت کے سبب ہر مُلک پر ایک قسم کا مالی اقتدار رکھتے ہیں۔ جس کے سبب تمام دوسری قوموں کو اُن کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ اور اُن کی بات ماننی پڑتی ہے۔ اُنیسویں صدی عیسوی میں انگلستان میں راتھ چائلڈ، ڈزرائیل، سلیسون وغیرہ اور یورپ میں ڈاکٹر ہرز، ہاس، سپی نوزا، اولڈن برگ، برگسن، آئین سٹائین بہت باثر یہود گذرے ہیں۔ جن کا سیاسی امور پر بہت غلبہ رہا۔ لیکن ان کی طاقت کی بُنیاد اُن کا مالی اقتدار تھا۔

یورپ، امریکہ میں یہود کی مثال ایک حد تک ہندوستان کے بنیوں اور ساہوکاروں سے ملتی ہے۔ جو اپنے روپیہ کی کثرت کے ذریعہ سے دوسری قوموں کو اپنا محتاج بنا کر اُن سے جبراً سیاسی امور میں اپنی مرضی منواتے ہیں۔ مثلاً دیکھا گیا ہے، کہ بعض جگہ کونسلوں اور دسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپلٹی کی ممبری کے انتخاب کے وقت ساہوکار لوگ جو ممبر بننا چاہتے ہیں، انتخابی دفتر کے سامنے اپنی بہی کھاتوں کے ساتھ نمائش کرتے ہیں۔ تاکہ اُن کے قرضدار مسلمان ہوں یا ہندو ہوں بہرحال ان کے حق میں ووٹ دیں۔ یہی حال یورپ، امریکہ کے یہود کا ہے۔ لیکن یہود کی اجتماعی کوششیں اسی تک محدود نہیں رہتیں، بلکہ اپنی خفیہ سوسائٹیوں کے ذریعہ سے وہ ملکی سیاسیات میں بہت بڑا حصہ لیتے ہیں۔ اور نامعلوم طور پر اُن کا مالی اقتدار اُن کی قوم کو ہر قسم کے فوائد پہنچاتا رہتا ہے۔ عموماً یورپ، امریکہ کے مدبّرین یہود کے مالی اقتدار اور اُن کی خُفیہ سازشوں سے خائف رہتے ہیں، اور ان میں سے بعض کا خیال ہے، کہ یورپ میں جس قدر جنگ اور انقلاب ہوتے ہیں اُن کی تہ میں یہودیوں کا ہاتھ کام کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور کہ یہ یہود کی خفیہ حکومت ساری دُنیا پر غالب اور پھیلی ہوئی ہے۔

مذہباً موجودہ یہودی زیادہ تر دہریّت کی طرف مائل ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے، کہ جس مسیح کے بادشاہ ہونے اور یہودیوں کی سلطنت دُنیا میں قائم کرنے کی اُمید اُنہیں اپنی کتب مقدسہ کے وعدوں کے مطابق تھی وہ امید پُوری نہیں ہوئی جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طبعاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے، کہ وہ کتب قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ سب جھُوٹ نکلا۔ اور اب خطرہ ہے، کہ یہی دہریت مسلمانوں میں بھی پھیلے گی۔ کیونکہ جس مسیح اور مہدی نے آنا تھا، وہ تو آچکا۔ اور جس کا انتظار وہ کررہے ہیں اس نے کبھی ظاہر نہیں ہونا۔ تو یہ مسلمان بھی یہود کی طرح یہ خیال کرنے لگیں گے، کہ کتبِ مقدسہ کے سب وعدے جھُوٹے ہو گئے۔ اِس واسطے نہ یہ کتابیں مقدس ہیں اور نہ اِن کا الہام کرنیوالا خدا ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ستّر کتابیں!

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریّہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادة القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرة الشہادتین
ملفوظات	حقیقة الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجّة النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شٹینگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا ہردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر — برانچیں۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ